

قانون مفرد اعضاء کے تحت نبض پر انقلاب انگیز جديد تحقيق

تحقیقات اسرار النبض



پروفیسر الحاج حکیم محمد حسین دہلوی

شاگرد شہد حکیم انقلاب الحاج صاحب مدنی

حکیم محمد الیاس و حکیم محمد صوفی دہلوی

پیشینہ دارانہ طبعی کتب خانہ دہلی پورہ، لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ فِي الْجِسْمِ مِضْفَةً ۝ اِذَا صَلَحَتْ ۝ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ۝
وَ اِذَا فَسَدَتْ ۝ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ۝ اَلَا وَ هِيَ الْقَلْبُ ۝

تحقیقات اسرار النبض

اس کتاب میں نبض کی حقیقت ماہیت اہمیت اور علمی فنی لطیف اور نادر ہیں
تحقیقات کی روشنی میں پیش کی گئی ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ طب علمی اور طب عملی کا
کوئی ایسا موضوع نہ رہ جائے جس کے بعض جزئیات بتانے ضروری ہیں
اس کے علاوہ طبی محققین کی پچاس کے قریب نبضوں کو قانون مفرد اعضاء
کے تحت چھ مرکب نبضوں میں ضم کر کے تشریح و توضیح کر دی ہے

مصنفہ و مرتبہ

الحاج حکیم محمد یسین زبدة الحکماء

شاگرد رشید حکیم انقلاب المعالج صابر ماتائی

ترتیب و پیشکش

حکیم محمد عارف و حکیم محمد الیاس دنیا پوری

انڈور 0427913704

042 7358721

نون سو پبل دنیا پوری

کتاب کا کوئی صفحہ یا مضمون بلا اجازت شائع کرنا منع ہے

☆ نام کتاب ----- تحقیقات اسرار النبیین

☆ نام مصنف ----- حکیم محمد یسین دنیاپور

☆ کلمات ----- میدانِ امن، حکیم اشرف جمیل ممتاز ریاض حیدر

☆ ناشر ----- یسین طبیبی کتب خانہ دنیاپور

☆ بار اول ----- 1992

☆ بار دوم ----- 1993

☆ بار سوم ----- 1999

☆ بار چہارم ----- 2001

☆ تعداد ----- 1000

☆ صفحات ----- 144

☆ قیمت ----- روپے صرف

ملنے کا پتہ

☆ یسین دواخانہ و طبیبی کتب خانہ بالقابل کربلا گامے شاہ لاہور

☆ یسین دواخانہ و طبیبی کتب خانہ ریلوے روڈ دنیاپور ضلع اودھراں

انتساب

تحقیقات اسرار النبض خالص علمی فنی و تحقیقاتی کتاب ہے۔ جس میں نبض کی ماہیت حقیقت اہمیت ضرورت علمی فنی اور مذہبی تحقیقات کی روشنی میں پیش کی گئی ہے۔ جس کا مقصد قانون مہرذ اعضا کی ترویج و ترقی اور نشوونما ہے۔

اسے میں اپنے عزیز دوست حکیم محمد سلیم صاحب ناظم مہدم دواخانہ علیوٹ تحصیل مری کے نام موسوم کرتا ہوں۔

حکیم محمد سلیم صاحب اپنے علاقہ میں قانون مہرذ اعضا کی نشر و ارتقا کے لئے دن رات کوشاں ہیں اپنے مطلب پر فخری کیمپ بھی لگوا چکے ہیں۔ ان کے خیالات بہت بلند ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب کرے آمین۔

خادم فن

حکیم محمد حسین دیباپوری

ترميم و اضافہ شدہ

دوسرا ايڈيشن شائع ہو گیا ہے

قانون مفرد اعضاء کے تحت کامياب علاج کے واقعات

ميرامطب (حصہ دوم)

ميرامطب حصہ اول کے کاميابی کے بعد اس کتاب کا حصہ دوم پيش خدمت ہے اس میں بھی تمام پيچيدہ اور خطرناک امراض میں جتلا مريضوں کا ذکر ہے جن کا کامياب علاج يسين دوا خانہ میں کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شفاء عطا فرمائی قارئین کی سہولت کے لئے ان امراض کے اسباب، علامات، غذائی و دوائی علاج اور غذا پر ہيز کا خصوصی ذکر کیا گیا ہے۔ آخر میں نسخجات بھی دئے گئے ہیں۔

مصنفہ و مرتبہ

حکيم محمد عارف دنيا پوری

مدیر اعلیٰ ماہنامہ قانون مفرد اعضاء دنيا پور

صاحبزادہ الحاج حکيم محمد يسين دنيا پوری شاگرد رشيد حکيم انقلاب صابر ملتانى

☆ يسين دوا خانہ و طبي کتب خانہ ريلوے روڈ دنيا پور، لاہور

فون دنيا پور 03017501019 - 0608-304773 لاہور 042-7358721-7913704

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۸ مقدمہ	۱
۱۰ اسرار النبیض کے اہم نقاط	۲
۱۱ شرائط نبض	۳
۱۲ یادداشت	۴
۱۲ نبض کا اڈل پہلو	۵
۱۵ "دوسرا پہلو"	۶
۱۴ تحریف نبض	۷
۱۸ ماہر نبض شناس کا کام	۸
۱۸ کتاب اسرار النبیض کی اہم صفت	۹
۱۹ نبض کی تحریف سے ایک اہم سوال	۱۰
۱۹ دل کی ماہیت و بناوٹ	۱۱
۲۱ اقوال متقدمین	۱۲
۲۱ حرکت نبض کا محرک کون ہے	۱۳
۲۳ نبض پر اعصاب دماغ و جگر کے اثرات	۱۴
۲۴ حضرت مسیح الملک کا قول	۱۵
۲۵ قانون مفرد اعضا کے تین امراض کی تصدیق	۱۶
۴۰ تشریح ابدان	۱۷

۲۱	دل کے پردے اور قانون مفرد اعضا	۱۸
۲۲	معالجین طب یونانی اور نبض	۱۹
۲۵	طبیہ کالجوں میں نبض کی بالا اعضا تشریح نہیں پڑھائی جاتی	۲۰
۲۵	قانون مفرد اعضا کا کمال	۲۱
۲۶	نبض کی ساخت	۲۲
۲۷	نبض میں ہم نے کیا دیکھا اور کیا دریافت کرنا ہے	۲۳
۲۹	جسم کے کس حصہ میں نبض دیکھنا افضل ہے	۲۴
۵۰	کلائی کی نبض دیکھنے کے لئے دوسرے اطباء کی آراء	۲۵
۵۱	طیب کے لئے نبض دیکھنے کی ہدایات	۲۶
۵۲	نبض دیکھنے کا طریقہ	۲۷
۵۲	مفرد نبض کیا ہے	۲۸
۵۶	مرکب نبض	۲۹
۵۷	مرکب نبضوں کی تعداد صرف چھ ہیں	۳۰
۶۱	نبض کی تشریح	۳۱
۶۳	طب یونانی کی اجناس نبض کا اضماع	۳۲
۶۵	چھ اہم نثرانط جو نبض دیکھتے وقت محسوس کی جاتی ہے	۳۳
۸۵	لفظ معتدل کی تشریح	۳۴
	وہ حالات و واقعات جس سے اسان گذر کر ادھیڑ عمر تک پہنچتا ہے	۳۵
۹۰	نفسیاتی جذبات	۳۶
۹۰	نفسیاتی جذبات کے جسم پر اثرات	۳۷
۹۳	نفسیاتی جذبات کی تقسیم بالا اعضا	۳۸

۳۹	کیفیات کے نبض پر اثرات	۹۵
۴۰	اخلاط کے نبض پر اثرات	۹۸
۴۱	تینوں مفرد اعضاء کا مل کر ایک عضو بنانا	۹۹
۴۲	سودا کی پہلی تحریک عضلاتی اعصابی	۱۰۰
۴۳	سودا کی دوسری تحریک عضلاتی غدی	۱۰۱
۴۴	صفرا کی کمزرت کا کمزرت کا نبض پر اثر	۱۰۲
۴۵	ماکولات و مشروبات کے نبض پر اثرات	۱۰۹
۴۶	غذا دواء، زہر کا اثر، مفرد اعضاء اور نبض پر	۱۱۱
۴۷	طبیعت ثانی بننے والی اغذیہ ادویہ، زہر اور نبض	۱۱۲
۴۸	شراب کا نبض پر اثر	۱۱۵
۴۹	افیون کا نبض پر اثر	۱۱۵
۵۰	نشہ آور ادویہ کی اقسام	۱۱۷
۵۱	اعتباس و استفراغ کے نبض پر اثرات	۱۱۸
۵۲	ایک واقعہ	۱۲۳
۵۳	استاد صاحب سے مشورہ اور ان کا فرمان	۱۲۳
۵۴	حمام اور نبض	۱۲۷
۵۵	بچپن کا زمانہ اور نبض	۱۳۵
۵۶	جوانی اور نبض	۱۳۶
۵۷	بڑھاپا اور نبض	۱۳۷
۵۸	مرد اور عورت کی نبض میں ترقی	۱۳۹
۶۰	حاصلہ عورتوں کی نبض	۱۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہیت و حقیقت امراض کے متعلق جو طبی تعلیم ہمیں دی ہے۔ اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔

إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُبْغَضَةً ۝ وَإِذَا صَلَحَتْ ۝

صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ۝ وَإِذَا فَسَدَتْ ۝

فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ۝ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ ۝

”بے شک انسانی جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے وہ اگر صحتمند ہو تو سارا بدن درست ہے یعنی صحت مند ہے اور اگر اس میں کوئی بیماری یا فساد ہو جائے تو سارا بدن (جسم) بیمار ہو جاتا ہے۔
وہ دل ہی ہے“

نبی اکرم و ہادی برحق نے مختصر اور جامع الفاظ میں مرض کی ماہیت اور حقیقت اس انداز میں بالاعضاء بیان کی ہے کہ اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی شے نہیں کر سکتی۔

بچو کہ تو سارے جسم میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی لیکن اگر جسم کے کسی حصہ میں تکلیف ہوتی تو اس کا پہلا اثر دل پر ہی ہوگا۔

دوسرے معجزوں میں یوں سمجھ لیں کہ دل اور جسم کے تمام اعضاء لازم و ملزوم ہیں اگر ان میں سے دل بیمار ہو جائے تو تمام جسم کے اعضاء بیمار ہو جائیں

گے۔ اور اگر جسم کے کسی عضو میں بھی تکلیف ہو جائے تو دل بیمار ہو جائے گا۔ جس کا اثر جسم کے تمام اعصاب میں محسوس کیا جائے گا۔ اسی حقیقت کی تشریح قرآن مجید نے یوں کی ہے۔

إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَ

”تحقیق ہم نے دلوں پر پردہ بنایا تاکہ سمجھ سکیں“

یہاں بھی دل کو تمام جسم کے ساتھ پردوں کے ذریعہ مربوط کر کے دکھایا گیا ہے۔

دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ دل کا تعلق تمام جسم کے اعصاب کے ساتھ ان کے پردوں کے ذریعہ قائم ہے۔ تاکہ دل خود درختان الصفا ایک لکڑی کے دکھ درد سمجھتے اور محسوس کرتے رہیں۔

چونکہ شریانیں قلب سے لگتی ہیں۔ قلب کی طرح سکڑتی پھیلتی ہیں۔ جو حالت قلب کی ہوتی ہے وہی حالت ان شریانوں کی بھی ہوتی ہے۔ یعنی شریانوں کے ذریعہ سے قلب کی حالت کا پتہ چلتا ہے کہ اب قلب کی ذات میں کوئی تکلیف ہے یا جسم کے کسی عضو میں تحریک تحلیل لکین کی کوئی صورت موجود ہے یہاں یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ ہمارا جسم فعلی

یادداشت

اعصاب کہتے ہیں۔ ان میں عضلات کا تعلق تو دل کے ساتھ قائم ہے۔ البتہ غدو کا تعلق جگر کے ساتھ اور اعصاب کا تعلق دماغ کے ساتھ قائم ہے۔

خالق کائنات نے اس کی بناوٹ اس ترکیب سے بنائی ہے کہ ان کے اوپر ایک دوسرے کے پردے چڑھے ہوتے ہیں۔ مثلاً دل پر دماغ اور جگر کے دو پردے چڑھے ہوتے ہیں۔ تو جگر پر دماغ اور دل کے دو پردے چڑھے ہوتے ہیں اور دماغ پر بھی دل اور جگر

کے پردے چڑھے ہوتے ہیں۔ یہی وہ اکنہ ہیں جن کے ذریعہ قلب دوسرے اعضاء کے اثرات کو محسوس کرتا اور سمجھتا ہے۔

چونکہ ان میں دل ایک حرکتی عضو ہے۔ جب وہ خود یا دوسرے اعضاء کے اثرات سے متاثر ہوتا ہے۔ تو اس کی اپنی چال بھی بدل جاتی ہے۔ جس کے اثرات و نشانات ہم نبض میں محسوس کرتے اور دیکھتے ہیں۔

مثلاً جب دل کی ذات میں تیزی آ جاتی ہے تو وہ پہلے سے رفتار اور قوت میں تیز ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر جگر کی تیزی اور اس کی صرارت کا اثر دل پر ہو جائے تو یہ نہ صرف گھبرا جاتا ہے بلکہ پہلے سے سست اور کمزور ہو جاتا ہے۔ جس کا واضح اثر ہم نبض میں محسوس کرتے ہیں یعنی نبض پہلے سے سست اور پست ہو جاتی ہے۔

بالکل اسی طرح جب دماغ و اعصاب کی تیزی کا اثر دل پر پڑتا ہے چونکہ اس وقت رطوبات کی کثرت ہوتی ہے۔ جن کا اثر دل پر بھی پڑتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دل ڈوبنے لگتا ہے اور رفتار میں سست ہو جاتا ہے جس سے جسم ٹھنڈا رہنے لگتا ہے۔ ان حالات کے اثرات دل اور نبض پر پورے محسوس ہوتے ہیں۔ یعنی نبض پست و سست اور مخفض ہو جاتی ہے۔

اسرار النبض کے اہم نقاط

(۱) کتاب ہذا میں انہی حقائق کی تشریح و توضیح مختلف انداز میں پیش کی گئی ہے۔ اور کوشش کی گئی ہے کہ تاریکی کتاب پڑھتے ہی خود بخود نبض کی نہ صرف ماہیت، حقیقت اور ضرورت سمجھ جائے بلکہ اس کے اسرار و رموز سمجھ کر خلق خدا کو مستفید کر سکے۔

(۲) اسرار النبض میں نبض کی حقیقت ماہیت ضرورت بتانے کے بعد قانون

مفرد اعضاء کے تحت نبض کی تین مفرد درجہ مرکب نبضوں کی تشریح و تونج بیان کی گئی ہے ساتھ ہی ہر نبض دیکھنے کا طریقہ بے حد آسان اور عام لہجہ میں بیان کیا گیا ہے۔

شرائط نبض

۳۔ چونکہ نبض دیکھنے کے دوران قانون مفرد اعضاء نے چھ شرائط و بائندیاں تحقیق کی ہیں اس لیے ان چھ شرائط کے تحت نبض دیکھنے پر کھنے کے طریقے نقتوں کی شکل میں تحریر کئے گئے ہیں۔

قانون مفرد اعضاء کا دعویٰ ہے کہ جو معالج ان چھ شرائط کے تحت نبض دیکھے گا وہ کبھی خطا نہیں کھائے گا۔

۴۔ کتاب ہذا کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں نبض کو بلا اعضاء پیش کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی مقدمین میں اطباء کی پچاس کے قریب نبضوں کو چھ مرکب نبضوں میں صنم کر کے ان کی تشریح و تونج کر دی گئی ہے جس سے حاملین طب یونانی بھی پورے طور پر مستفید ہو سکتے ہیں۔

۵۔ چونکہ جسم پر کیفیات کے اثرات مسلمہ ہیں اس لیے کتاب

ہذا میں کیفیات کے نبض پر اثرات پوری وضاحت سے لکھ دیئے ہیں۔

۶۔ انسان روزانہ کسی نہ کسی مزاج کی غذا کھاتا ہے۔ اگر وہ

سلسل جاری رکھے تو وہی غذا اس کے دل جان بن جاتی ہے جس سے

کوئی نہ کوئی مفرد عضو تیز اور کوئی سست ہو کر ہمارا ہو جاتا ہے۔ لہذا اغذیہ

کے جس قسم کے اثرات نبض پر پڑتے ہیں ان کی تشریح بھی کر

دی گئی ہے۔

۷۔ اغذیر سے اخلاط بنتے ہیں۔ جب بھی کوئی خلط جسم و خون میں بڑھ جاتی ہے تو وہ اپنے مزاج کے اعضاء کو تیز اور دوسرے اعضاء کو سست کر دیتی ہے۔ لہذا جو اثرات نبض میں محسوس ہوتے ہیں انہیں بڑی وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔

۸۔ یہ حقیقت ہے کہ ہر صبرند پرند، حیوان اور انسان زندہ رہنے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کھاتا ہے۔

خالق کل جہاں نے سب کے جسموں خصوصاً انسان کے جسم میں ایسی مشینیں لگا دی ہیں کہ وہ باہر سے آئی ہوئی نعمتوں (غذاؤں) کو وصول کر کے ان کو گلا بچکا اور پچوڑ کر دو حصوں میں تقسیم کر دیتی ہیں جن کا اول حصہ لطیف اور نرم حصہ کثیف کہلاتا ہے۔

یہاں اس نقطہ کو سمجھ لیں کہ کھائی ہوئی نعمتیں اگر کچھ دیر بعدہ میں نہ رکھیں تو ان میں نکلنے کے عمل اور جو بس نکلنے کا عمل ناممکن ہے۔ غذا کے معدہ میں رکھنے کے عمل کو احتباس کہتے ہیں۔ اور اس کا جو بس نکلنے یا پچوڑنے کے عمل کو استفراغ کہتے ہیں۔

یہ اعمال صرف معدہ امعا میں ہی نہیں ہوتے بلکہ جلد، گروے مثانہ اور خون وغیرہ میں بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً کہیں جلد کے مسام بند ہو جاتے ہیں تو یہ جلد کا احتباس ہے اور کہیں جلد سے پسینہ اتنی کثرت سے آتا ہے کہ موت قریب آ جاتی ہے۔ اس حالت کو جلد کا استفراغی عمل کہتے ہیں۔

بالکل اسی طرح تبہ، گروے احتباس کی وجہ سے پیشاب پیدا

مہی نہیں کرتے کبھی اتنا بنا تے ہیں کہ ہر گھنٹہ بلکہ بعض دفعہ نصف گھنٹہ بعد بھی پیشاب خارج ہونے لگتا ہے۔ پیشاب زیادہ بنانے اور خارج کرنے کے عمل کو گردوں کا استفراغی عمل کہتے ہیں۔ اسرار النبض میں احتباس و استفراغ پر مدلل بحث کی ہے اور بتایا گیا ہے کہ جس قسم کا استفراغ ہوگا یا جس مزاج کے مفرد اعضاء احتباس و استفراغ کریں گے ان کے مزاج کے مطابق نبض تبدیل ہو چکی ہوگی۔

۹۔ انسان تمام دن کام کاج کرتا ہے جس سے تھک جاتا ہے جس کا علاج وہ حمام سے کرتا ہے۔ اسی طرح اسے کوئی تکلیف ہو جاتی ہے تو اسے رفع کرنے کیلئے گرم سرور یا مرطوب حمام استعمال کرتا ہے۔

متقدمین محققین نے ۳۱ کے قریب حمام کی اقسام بتائی ہیں۔ کتاب ہذا میں قانون مفرد اعضاء کے تحت بالا اعضاء حمام کی تین اقسام مقرر کی ہیں باقی سب اقسام کو ان میں ضم کر دیا گیا ہے۔ انہیں عضلاتی حمام و غدی حمام اور اعصابی حمام کا نام دیا گیا ہے۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ جو شخص عضلاتی حمام مسلسل استعمال کرے گا تو اس کی نبض بھی آہستہ آہستہ عضلاتی ہو جائے گی۔ اسی طرح جو شخص مرطوب حمام (اعصابی حمام) مسلسل استعمال کرے گا تو اس کی نبض بھی منخفض اعصابی ہو جائے گی۔

آخر میں حمل کے دوران نبض کے تغیرات پر مدلل بحث پیش کی گئی ہے۔

نبض کا علم اتہاں گہرا اور دقیق ہے۔ میں نے اسے

گذارش | حتی المقدور مکمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن انسان مرکب خطا و زیان ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ جہاں کہیں بندہ سے لغزش ہوئی ہو اسے درست کر کے ناچیز کو آگاہ کریں۔ میں آپکا بے حد مشکور ہوں گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تحقیقات اسرار النبض

نبض کا اوّل پہلو

حکیم صاحب میں دکھوں کا گھر ہوں۔ میسرے مرض کا آج تک کسی طبیب اور ڈاکٹر صاحب کو پتہ نہیں چل سکا۔ میں اپنی زندگی سے تنگ آچکا ہوں۔

میں پاک تان بھر کے حکیموں، ڈاکٹروں، پیروں، فقیروں، اور جھاڑ پھونک کرنے والوں اور تعویذ گندے دینے والوں کے پاس ہزاروں بار جا چکا ہوں۔ سب نے مجھے خوب

لوثا ہے لیکن میسرے مرض کی کوئی تشخیص نہ کر سکا اور بیس سال سے دھکے کھا رہا ہوں۔ عالیجاہ مجھے فلان شخص نے آپ کے پاس بھیجا ہے اس نے آپ کی بے حد

تعریف کی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ آپ نبض دیکھ کر تشخیص کرتے ہیں اور پھر علاج تجویز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ دست شفا دے رکھی ہے۔ یہی وجہ

ہے کہ آپ کے ہاتھوں لاکھوں مریض شفا یاب ہو چکے ہیں

آپ میسرے بھی نبض دیکھیں اور اللہ کا نام لے کر علاج تجویز کریں مجھے یقین ہے

آپ میسرے نبض کی صحیح تشخیص کر لیں گے اور مجھے بھی آپ کے دست مبارک سے

شفا ہو جائے گی۔

قارئین یہ ایک مریض کے دل سے اٹھنے والی بات میں نے لکھی ہے۔
جیکہ روزانہ ہزاروں لاکھوں مریض اسی قسم کی داستانیں طیبیوں، حکیموں، ڈاکٹروں
کے پاس جا کر سُناتے ہیں اور اپنا اپنا رونا روتے ہیں۔ اور تشخیص کے لئے نبض
کی اہمیت اور ضرورت رور و کر اور چیخ چیخ کر بتلاتے ہیں۔

لیکن - حکیم صاحبان اور طبیب حضرات کا یہ حال ہے کہ وہ باوجود نبض پر ہاتھ
رکھ کر تشخیص کرنے کی کوشش تو ضرور کرتے ہیں لیکن ۹۰٪ نبض کی حقیقت ماہیت
اور ضرورت کو سرے سے جانتے ہی نہیں ہیں۔

ایسے حضرات نبض دیکھ کر کہتے ہیں کہ ہاں بھی بتاؤ تبھی کیا تکلیف سے اکثر مریض حکیم صاحب
کو اپنی حقیقت حال بیان کر دیتے ہیں لیکن جو علاج کر اگر تنگ آچکے ہیں وہ جواب
میں کہتے ہیں کہ حکیم صاحب آپ نے میری نبض دیکھی ہے آپ مجھ سے پوچھنے کیوں ہیں
اگر آپ کو میری نبض دیکھنی ہے یہ نہیں آتی تو پھر آپ نے میری نبض کیوں دیکھی ہے۔
آپ نے مجھ سے نبض پر ہاتھ رکھنے یا نبض پر ہاتھ رکھنے سے قبل کیوں نہیں پوچھا۔
قارئین یہ بالغاً مینر باتیں نہیں ہیں۔ یہ حقائق ہیں اس قسم کے کمار حکیموں
طیبیوں خصوصاً ڈاکٹروں سے روزانہ ہوتے رہتے ہیں۔

بَدِ قِسْمَتِي کی بات ہے کہ معالج حضرات مریضوں سے اس قسم کی باتیں
سُن کر تنگ ضرور آجاتے ہیں لیکن نبض کی حقیقت اور ماہیت سمجھنے کی کوشش
یہ نہیں کرتے

دوسرا پہلو

جب سے ایلو پیتھی یعنی ڈاکٹری طریقہ علاج وجود میں آیا ہے۔ اس وقت سے

لے کر آج تک ڈاکٹر صاحبان اور پڑھے لکھے کہے رہے ہیں کہ نبض سے صرف دل کی حرکات کا پتہ چلتا ہے اس کے علاوہ کسی مرض کا پتہ لگانا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے ایسے حضرات نے تلاش حقیقت کی بجائے ایک بہت بڑی سچائی و صداقت کو جھٹلا کر عقل مندی و دانشمندی کا ثبوت نہیں دیا۔ افسوس اگر وہ فن نبض شناسی سے آگاہ ہوتے تو ایسی باتیں نہ کہتے۔

ایک مجبوری اور حقیقت کا اظہار

بے شک ڈاکٹر حضرات نبض سے تشخیص مرض تسلیم نہیں کرتے لیکن جب سچی کوئی مریض ان کے پاس جاتا ہے۔ تو وہ سچی نہ سچی جھوٹی ہی سہی نبض ضرور دیکھتا ہے یعنی وہ نبض دیکھنے کی شرط ضرور پوری کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میں نبض نہ دیکھوں لیکن مریض ضرور نبض دیکھنے پر مجبور کرے گا

یہ سب کچھ کیا ہے ایک طرف مریض مجبور ہے دوسری طرف ڈاکٹر مجبور ہے دراصل یہاں بھی باوجود نبض سے تشخیص نہ ہو سکنے کے خیال سے نبض کی اہمیت ضرورت اور اس سے تشخیص مرض ہونے کا لطیف اشارہ ضرور ملتا ہے ورنہ اگر یہ حقیقت نہ ہوتی تو نہ ڈاکٹر نبض پر بات کر سکتا اور نہ مریض نبض دکھانے کی زحمت گوارا کرتا۔

یاد رکھیں جن اصحاب فن کو نبض شناسی کی مہارت ہے وہ نبض دیکھ کر مریض کے دکھوں کی تفصیلات اس طرح کھول کھول کر بیان کر دیتے ہیں جیسے انہیں خود تکلیف ہے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ یا تو جو نبض کی تعلیم دی جاتی ہے وہ غلط ہے یا سمرے سے نبض کی ماہیت

ایک سوال

حقیقت اہمیت اور ضرورت اس انداز سے پیش نہیں کی جاتی جسے آسانی سے پڑھ

کر سمجھ لیا جائے اور اس پر عملی تجربات کئے جائیں۔
اس سوال کا جواب یہ ہے کہ نبض کی تعلیم غلط نہیں دی جاتی بلکہ سمجھنے والے
دل کی گہرائیوں سے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے وہ تو چاہتے ہیں کہ ایسے ہی نباض
بن جائیں۔

طبی کتب میں متقدمین اطباء اور متاخرین اطباء نے نبض کی ماہیت اہمیت
اور ضرورت کھول کھول کر بیان کی ہے۔

لیکن اس کو بیان کرنے میں جو کمپی ہے وہ نبض کی بالا اعضا تشریح نہیں کی
گئی اگر وہ نبض کی بالا اعضا تشریح کر دیتے تو فن نبض شناسی پر نہ ڈاکٹر اعتراض
کرتے اور نہ پڑھے لکھے فرنگی ذہن لوگ نبض کے فوائد سے محروم ہوتے

اسرار النبض

مندرجہ بالا حقائق نے مجھے مجبور کیا ہے کہ حکما اور طبیب حضرات کے لئے عمومی
اور حاملین قانون مفرد اعضا کی سہولت کے لئے خصوصی ایک کتاب اسرار النبض
لکھوں جس میں نبض کی ماہیت، حقیقت، اہمیت اور ضرورت پر مختصر اور جامع
تشریح بالا اعضا پیش کر دوں، جسے پڑھ کر جہاں عالم فاضل لوگ نباض بن جائیں
وہاں عام لوگ بھی پڑھ کر تشخيص مرض کر کے خود علاج تجویز کر سکیں بلکہ خلق خدا کو
بھی مستفید کرتے رہیں،

تعارف نبض

چونکہ میں یہ کتاب استاد حکیم انقلاب دوست محمد صاحب دہلوی کے تحقیق کردہ

قانون مفرد اعضاء کے تحت لکھ رہا ہوں لہذا یہاں نبض کی تعریف خود کرنے کی بجائے استاد صاحب کی تعریف نبض پیش خدمت کرتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں ”نبض شرائین کی اس حرکت کا نام ہے جو دل کے انقباض و سکڑنا اور انقباض

تعریف نبض

دھیلنا، کے ساتھ ان میں خون پھینکنے سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ حرکت جسم کی تمام شرائین میں پیدا ہوتی ہے مگر یہاں مخصوص وہ شرائین ہیں جو بعض مقامات پر نمایاں ہوتی ہیں جن کو انگلیوں سے محسوس کیا جاسکتا ہے جیسے کلائی کی شریان۔ کینٹی کی شریان، اور سٹخے کی شریان وغیرہ۔ عام طور پر نبض دیکھنے کے لئے کلائی کی شریان کی ٹرپ دیکھی جاتی ہے جس سے مخصوص مفرد اعضاء کی تیزی کا پتہ چلتا ہے۔

ماہر نبض شناس کا کام

جو لوگ فن نبض شناسی آگاہ اور اس پر پوری طرح دسترس رکھتے ہیں ان کے لئے نبض دیکھ کر امراض و علامات کا بیان کر دینا بلکہ ان کی تفصیلات کا ظاہر کر دینا کوئی مشکل کام نہیں۔

کتاب اسرار النبض اہم ضرورت

یہ کتاب جسے میں نبض کی حقیقت ماہیت اہمیت اور ضرورت پر لکھ رہا ہوں حکما و طبیب حضرات اور معالجین کے لئے ایک استاد اور رہنما کا کام دے گی

جو لوگ فن نبض شناسی پر دسترس حاصل کر لیں گے وہ بہت بڑی عزت اور وقار کے مالک بھی بن جائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز،

لہذا تمام حکما، خصوصاً حاملین قانون مفرد اعضا کا اولین فرض ہے کہ وہ پوری کوشش سے اس کتاب کے ذریعہ تشخیص امراض بندۃ نبض کریں انشاء اللہ وہ کبھی ناکام نہیں رہیں گے۔

نبض کی تعریف سے ایک اہم سوال

نبض کی تعریف سے ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ عضو جو نبض میں انقباض و انبساط پیدا کرتا ہے اسکی ماہیت حقیقت اور اہمیت کی وضاحت کیجائے تاکہ نبض کا اصل مفہوم اور اسکی حقیقت اجاگر ہو سکے یا سمجھی جاسکے۔

چونکہ نبض میں تڑپ دل کے پھیلنے اور سکڑنے سے پیدا ہوتی ہے لہذا نبض کی تشریح و توضیح پیش کرنے سے قبل قلب و دل کی بناوٹ اہمیت ضرورت اور کام کرنے کی نوعیت بیان کر رہا ہوں تاکہ نبض کی تشریح و توضیح کرنے میں سہولت اور سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔

دل کی ماہیت و بناوٹ

دل دو ران خون کا مرکز ہے یہ ایک مخروطی شکل کا جوفیہ عضلاتی عضو ہے یہ اپنے غلاف میں ملفوف سینے میں دونوں پھیپھڑوں کے درمیان رہتا ہے۔

جوانی میں دل ۵ انچ لمبا، ۲ ۱/۲ انچ موٹا ہوتا ہے۔ مردوں میں اس کا وزن ڈیڑھ پائونڈ

۱/۴ اپار تک لیکن عورتوں میں ایک پاؤ سے ۱/۴ پاؤ تک ہوتا ہے۔

دل جسامت میں بڑھاپے تک بڑھتا رہتا ہے۔ اس کے اندر کی جانب ایک جھلی لگی ہوتی ہے جو شریان کی اندرونی جھلی کے ساتھ ملی ہوتی ہے اس کو عربی میں غشاستبطن القلب اور انگریزی میں انڈوکارڈیم کہتے ہیں،

دل کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک دایاں دوسرا بایاں، یہ دونوں حصے ایک درمیانی دیوار کے ساتھ علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں ہر حصے میں دو خانے ہوتے ہیں اور والے چھوٹے خانے کو دل کا کان (اذن القلب)، اور انگریزی میں آریکل کہتے ہیں نیچلے اور موٹے خانے کو عربی میں بطن القلب اور انگریزی میں وینٹریکل کہتے ہیں، دایاں طرف کے دونوں بڑے چھوٹے خانے ایک سوراخ کے ذریعے ملتے ہیں ان کے درمیان سیاہ خون ہوتا ہے۔

بایاں طرف کے دونوں خلم نے بھی ایک سوراخ کے ذریعے ملتے ہیں ان کے درمیان سرخ خون ہوتا ہے۔

ان خانوں کے درمیان کو اڑیاں لگی ہوتی ہیں جو ایک طرف کھلتی ہیں مگر خون کو واپس نہیں آنے دیتیں اگر خون میں دباؤ ہو تو وہ بند ہو جاتی ہیں۔

دل کا فعل

دل کا فعل یہ ہے کہ وہ اپنی انقباضی حرکت سے خون کو شریاں میں دھکیلتا ہے جس سے وہ بدن کے ہر حصے میں دورہ کرتا ہے۔
دل خون کو کس طرح دھکیلتا ہے۔

اس صورت یہ ہے کہ اسکی عضلی دیواریں پے در پے سکڑتی اور پھیلتی رہتی

ہیں جس سے دل متواتر سگڑتا اور پھیلتا رہتا ہے۔ چنانچہ دل کے دونوں اذن ایک ہی وقت میں پھیلتے ہیں اور دونوں بطن ایک ہی وقت میں سگڑتے ہیں۔

جب دونوں اذن پھیلتے ہیں تو دائیں اذن میں اجوف ساعد اور نازل دریدوں کے ذریعہ جسم کا کثیف سیاہی مائل خون آتا ہے۔ اور بائیں اذن میں پھیپھڑوں کی دریدوں کے ذریعہ صاف شدہ خون آتا ہے پھر دائیں اذن کا کثیف خون درمیانی سوراخوں کے راستے دائیں بطن میں اور بائیں اذن کا لطیف خون بائیں بطن میں چلا جاتا ہے۔ جب دونوں بطن سگڑتے ہیں تو دائیں بطن کا کثیف خون نذر لیمہ شریان ریوی پیپھڑوں میں صفائی کے لئے جاتا ہے اور بائیں بطن کا خون نذر لیمہ شریان اعظم (لے آرتا) تمام بدن میں پرورش کے لئے چلا جاتا ہے۔

دل کے سگڑنے اور پھیلتے کی یہ حرکت ایک لمحہ سے بھی تھوڑے عرصہ میں ہو جاتی ہے۔ دل کے ہر ایک سگڑنے کی حرکت میں تقریباً ۱/۱۰ اچھٹانک خون شریان اور وید شریان میں چلا جاتا ہے۔

مضمون کی وضاحت کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں متقدمین اطباء کے اقوال بھی مختصر طور پر درج کر دیئے جائیں جن سے نبض کی حقیقت سمجھنے میں آسانی رہے۔

اقوال متقدمین

حرکت نبض کا محرک کون ہے

اس امر کی وضاحت کے لئے علامہ حکیم کبیر الدین صاحب اپنی کتاب النبیض میں

علامہ علاؤ الدین قرشی کا قول نقل کرتے ہیں اور اسے درست قرار دیتے ہیں۔
 ”یوں رقمطراز ہیں۔“

اُس میں اگرچہ متقدمین اطباء کی مختلف آراء ہیں مگر صحیح مذہب علامہ
 علاؤ الدین قرشی کا ہے۔

قرشی کا قول ہے۔

کہ قلب کے پھیلنے کے وقت شریانیں سکڑتی ہیں اور قلب کے سکڑنے کے وقت
 شریانیں پھیلتی ہیں۔

اس قول کی توضیح یہ ہے کہ جب قلب سکڑتا ہے تو روح اپنے خون شریانی کے
 ساتھ شریانوں کی طرف تہراً و حیسراً دفع ہوتی ہے اور دھکیلی جاتی ہے جس سے
 شریانیں پھیلنے پر مجبور ہوتی ہیں اور یہ خون اس ترتیب کے ساتھ آگے بڑھتا ہے
 کہ پہلے بڑی شریانوں سے چھوٹی شریانوں میں اور چھوٹی شریانوں سے عروق شعریہ میں
 روانہ ہوتا ہے جس سے شریانیں پھر اپنے اصلی حجم پر آ جاتی ہیں۔

خون اور روح کی اس روانگی میں قلب کے انقباض اور اس کے زور کے علاوہ یہ لہر
 بھی اعانت کرتا ہے کہ شریانوں کی لچکدار نالیوں میں اس خون دھکے کے روانہ ہونے
 پر مجبور ہوتا ہے۔

پھر جب قلب پھیلتا ہے تو خون کی دوسری طرف متصلہ شریانوں اور رگوں سے
 خون اور روح دوڑ کر قلب کی طرف آتا ہے اور اس کے خلا کو بھر دیتا ہے۔
 یہ عمل بچکاری (مرزقہ) سے نہایت مشابہت رکھتا ہے۔

الغرض قلب کے پھیلنے کے وقت شریانیں سکڑتی ہیں اور اس کے
 سکڑنے کے وقت شریانیں پھیلتی ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ نبض کی حرکت قلب کی حرکت کے تابع ہے

نصف پر اعضا و دماغ اور جگر کے اثرات

علامہ علاء الدین قرشی صاحب فرماتے ہیں کہ قلب کی حرکت اور اس کا انقباض و انبساط تو قلب کی ذاتی قوت سے وابستہ ہے جبکہ اطباء قوت حیوانیہ سے یاد کرتے ہیں، اگرچہ اس کی یہ قوت محکمہ دیگر امور سے بھی متاثر ہوا کرتی ہے۔

مثلاً جب آنکھوں کے سامنے کوئی ڈرا دنی صورت آجاتی ہے۔ تو دماغ و اعصاب کے توسط سے قلب متاثر ہوتا اور اس سے قلب کی حرکت میں ایک خاص تغیر آجاتا۔ یہی حال دیگر انفعالات نفسانیہ کا ہے۔

اسی طرح آلات ہاضمہ (جسکو معدہ) کے امراض و اغراض سے اور دوسرے اعضا کے درد دکھ سے بھی قلب کم و بیش متاثر ہوا کرتا ہے۔ چونکہ نصف کی حرکت قلب کے تابع ہوتی ہے اس لئے ان تمام صورتوں میں قلب کے اثرات کے تناسب سے نصف کی چال بھی طبعی رفتار سے بدل جایا کرتی ہے۔

نتیجہ قول قرشی

علامہ علاء الدین قرشی صاحب کا قول سادہ اور عام فہم ہے اس لئے اس کی تشریح کی خاص ضرورت نہیں ہے البتہ اتنا بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ علامہ کے قول سے اس نظریہ و اصول کی نشان دہی ہوتی ہے کہ نصف (شریان) قلب سے تعلق رکھنے کے باوجود صرف قلب کی حرکات کا ہی پتہ نہیں دیتی بلکہ جب قلب پر دوسرے حیاتی

مقدور اعضا اعصاب و دماغ اور جگر و غدہ کے اثرات پڑتے ہیں تو ایک طرف قلب متاثر ہو کر اپنی رفتار میں جہاں ضعف و سستی پیدا کر لیتا ہے۔ وہاں نبض کی رفتار میں بھی ضعف یا سستی پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ سمجھدار معالج بار بار کے تجربات سے اعصاب و دماغ اور جگر و غدہ کے امراض کا تشخیص کر سکتا ہے جس سے تشخیص امراض اور تجویز علاج میں یقینی بے خطا صورتیں سامنے آجاتی ہیں۔ اس طرح علاج خطا نہیں رہتا بلکہ یقینی ہو جاتا ہے یہی صحیح نبض دیکھنے اور پرکھنے کا مقصد ہے۔

حکیم مسیح الملک کا قول

عالیجناب حکیم کبیر الدین صاحب اپنی کتاب النبض کے صفحہ ۱۱۷ پر حضرت مسیح الملک حافظ محمد اجمل خاں صاحب کا قول نقل کرتے ہیں۔

”ایک بار مسیح الملک مرحوم نے طریقہ تشخیص بیان کرتے ہوئے نبض کے متعلق فرمایا تھا“

کہ نبض سبھی تشخیص میں ضروری چیز ہے۔ ڈاکٹروں کا یہ خیال غلط ہے کہ نبض سے سوائے حالات قلبی اور کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

اور یہ قول بھی صحیح نہیں ہے کہ نبض سے کل امراض کا پتہ لگایا جا سکتا ہے بلکہ حق یہ ہے کہ ہر شخص اپنے تجربے کے موافق نبض سے امراض کی نوعیت معلوم کر سکتا ہے۔ بعض کو دستل امراض کی نبض کا تجربہ ہوتا ہے بعض کو بارہ کا اور بعض کو اس سے بھی زیادہ کا۔

اس کا انحصار شوق اور تجربہ پر ہے بلکہ ایسا اوقات مریض کے بیان کی تردید نبض کی حالت سے ہی کی جا سکتی ہے۔

قانون مفرد اعضاء کے تین امراض کی تصدیق

تسار تین آپ شروع سے پڑھتے آئے ہیں کہ چونکہ حیاتی مفرد اعضاء تین ہیں جن میں اعصاب و دماغ جسگرو غدود اور قلب و عضلات ہیں۔ لہذا جب کبھی ان میں لگاؤ و خرابی ہوگی تو ان اعضاء کے مناسبت سے تین ہی قسم کی علامات و امراض پیدا ہوں گی۔ اس حقیقت کا ثبوت عالیجناب حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب کے اس فرمان سے سمجھنی ہو جاتا ہے۔

نبض میں ہمیشہ تین چیزیں دیکھنی چاہئیں،

۱، اعصابی و دماغی کمزوری،

۲، آلات ہضم اور کبد کا ضعف،

۳، قلب کی حالت،

تشریح ۱۔ کتنی سادگی اور مختصر الفاظ میں حکیم محمد اجمل خاں صاحب نے نبض کے ذریعہ بالا اعضاء کی تشخیص کا حکم فرمایا ہے اور قانون مفرد اعضاء کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ معالج جب بھی نبض دیکھے تو اس میں وہ تین مفرد اعضاء کا حال معلوم کرے۔

۱، دماغ و اعصاب کی تیزی و سستی دیکھے جسے نظریہ مفرد اعضاء دماغ کی تحریک و تحلیل اور سکین سے تعبیر کرتا ہے۔

۲، آلات ہضم اور کبد کے ضعف سے مراد بھی یہی ہے کہ جسگرو غدود کی تیزی و سستی کو دیکھے جسے نظریہ مفرد اعضاء جسگرو غدود کی تحریک اور سکین قرار دیتا ہے۔

۳، قلب کی حالت سے مراد قلب کی تیزی و سستی مراد ہے جسے حامل قانون

مفرد اعضاء قلب میں تحریک، تحلیل تسکین پرکھنے کی ہدایت کرتا ہے۔

حقیقت نبض ابھی نامکمل ہے

مندرجہ بالا اقوال سے حقیقت نبض مکمل طور پر واضح نہیں ہو سکی کیونکہ قلب پر دوسرے حیاتی اعضاء کے اثرات تو بتاتے ہیں لیکن قلب کس طرح ان کے اثرات سے متاثر ہوتا ہے کی وضاحت نہیں کی گئی جس سے قاری مکمل طور پر نبض کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔

لہذا استاد صاحب ^{رحمہم اللہ} کی وہ تحریر پیش خدمت کر رہا ہوں جس میں انہوں نے قرآن حکیم سے پیدائش مرض کی حقیقت ماہیت اسباب اور علاج دعویٰ کے ساتھ پیش کیا۔ چونکہ اس مضمون میں انہوں نے پیدائش مرض کا مقام قلب میں ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے حیاتی مفرد اعضاء کے تحریک تحریک تحلیل تسکین کے اثرات اور ان کا علاج پیش کیا ہے جس کے پڑھنے سے انشاء اللہ قارئین باسانی نبض کے ذریعہ تشخیص امراض پر مہارت حاصل کر سکیں گے۔ آپ نے ماہیت امراض کا یہ مضمون تحقیقات و علاج سوزش اور اورام میں بڑی مفصل کے ساتھ کتاب کے مقدمہ میں قرآن حکیم اور پیدائش مرض کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے۔

قرآن حکیم اور پیدائش مرض

اِنَّ قَوْلَهُ: اَسْتَاذِدُكُمْ مِّنْ عِلْمِ رَبِّكُمْ فَذَلِكُمْ لَئِيْضًا حَسْبُكُمْ

خداوند کریم نے قرآن حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان کہا دیا ہے کہ **وَ اِذْ اَعْرَضْتُ
فَهُوَ يَنْفَيْتُنِي** اور جب میں بیمار ہوتا ہوں پس وہی شفا دیتا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ
انسان جب بادی اثرات کیفیتی و آفاقی اور نفسیاتی، اور مادی اثرات (مکانات و مشروبات)
سے بیمار ہو جاتا ہے تو خداوند حکیم ہی اسکو شفا دیتے ہیں گویا جب انسان جسم کا اعتدال قائم
نہیں رہتا تو وہ بیمار ہو جاتا ہے یعنی مرض اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان کے
صحت قائم نہیں رہتی۔ اس کے ثابت ہوا کہ صحت کا قیام انسانی جسم کے اعتدال پر قائم ہے
یا اس طرح سمجھ لیں کہ انسان جن اعضا سے مرکب ہے ان کے افعال کا اعتدال ہی صحت
ہے اور یہ یقینی امر ہے کہ یہ افعال الاعضا کسی قانون کے تحت عمل کر رہے ہیں یہ قانون
یقیناً قانون فطرت ہے جو دو حالات سے خالی نہیں ہے۔ اول قانون آفاق دوسرے
قانون انفس۔ اور دونوں قانون قدرت کے تحت کام کرتے ہیں، دوسرے نغظوں میں یوں
سمجھ لیں کہ قانون فطرت ہی قانون قدرت کے تحت کام کرتا ہے۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر
ثابت ہوا کہ شفا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ قانون قدرت اللہ تعالیٰ کے بنا سے ہو
اور اس کے اختیار میں ہیں۔ انہی قوانین قدرت میں ایک قانون شفا بھی ہے جو فطرت
کے تحت کام کرتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ قدرت وہ طاقت ہے جس سے اللہ
تعالیٰ زندگی و کائنات اور تمام عالمین پر قادر ہیں

قدرت اور فطرت کا فرق

ان کی یہ قدرت بھی اصول کے تحت ہے جو قانون بن گیا ہے۔ فطرت وہ طاقت ہے جس پر یہ زندگی کائنات اور تمام عالم رواں دواں ہے یہ بھی اصول و قاعدہ اور ترتیب کے ماتحت ہے اس لئے قانون کی حیثیت رکھتی ہے بہر حال ذہن نشین کرانے کے لئے قانون فطرت کہہ دیا جاتا ہے لیکن فطرت خود قدرت کے تحت قانون ہے۔

قانون کا لفظ جب بولا جاتا ہے تو عوام اس کو سن کر عمومی لفظ کی طرح نظر انداز کر دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ لفظ قانون

اپنے اندر بہت بڑی طاقت رکھتا ہے یعنی ایسے قاعدے اور طریقے جو کسی اصول و ترتیب اور صحیح بنیادوں پر قائم ہوں۔ یا یوں سمجھ لیں کہ روزانہ زندگی میں مسلسل تجربات و مشاہدات کسی عمل یا شے کے نتائج ایک ہی صورت میں پیدا ہوں تو بس اس کو قانون کہتے ہیں جیسے آگ جلاتی ہے اور پانی کو گرم کرتی ہے اسی طرح پانی سردی پیدا کرتا ہے اور آگ کو بجھا دیتا ہے جب بھی یہ اعمال کئے جائیں گے ایسا ہی ہوگا۔ انگریزی میں اس کو دلائل کہتے ہیں اور یہ بالکل سائنس کے معنوں میں آتا ہے بلکہ مزید زور پیدا کرنے کے لئے "سائنٹیفک لاء" یعنی سائنسی قوانین کہتے ہیں۔

قانون کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس امر پر غور کریں کہ

علم و فنون پر جو کتاب لکھی ہے اس کا نام القانون رکھتا ہے جس کا مقصد اور نظام یہ ہے کہ یہ کتاب ایسے اصول و قاعدوں کے تحت ترتیب دی گئی ہے جو روزانہ زندگی میں مسلسل تجربات و مشاہدات کے بعد قائم کئے گئے ہیں جن میں کسی بھی نقص اور ضلالت نہیں ہے جو لوگ لفظ سائنس کو اہمیت دیتے ہیں وہ لفظ قانون پر غور کریں جس کے بغیر سائنس بھی مکمل نہیں ہے۔ یاد رکھیں علم و فنون کی بنیاد یہی قوانین ہیں پھر یاد رکھیں کہ قدرت اور فطرت قانون ہیں جو بالکل اصول و قاعدوں اور قریب

کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ قرآن حکیم نے فطرت کا لفظ بھی استعمال کیا ہے جیسے **قَطْرَةَ اللّٰهِ الّٰتٰی قَطَرًا النَّاسَ عَلَیْہَا**۔ (اللہ تعالیٰ کی یہ فطرت ہے کہ جس کے قانون پر انسان پیدا کیا گیا ہے) اور فطرت کے معنوں میں "سنت" کا لفظ بھی استعمال کیا ہے جیسے **لَسُنَّتِ اللّٰہُ تَبْدِیْلًا** ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کے قانون میں تبدیلی نہ پائے گی،

قدرت و فطرت اور قانون کی تشریح کی ضرورت اس لئے پیدا ہوئی کہ یہ سب کسی ترتیب پر کام کرنے میں اور یہ ترتیب خود کار اصول

ترتیب

اور طریق پر قائم ہے یعنی ایک صورت کے بعد دوسری صورت اور ایک عمل کے بعد دوسرا عمل پیدا ہو جاتا ہے جسکو انگریزی میں سسٹمیٹک (باقاعدہ) کہتے ہیں۔

غور کریں کہ قانون قدرت و قانون فطرت اور سنت الہیہ کے تحت مرض کا تصور کیا ہے اس حقیقت سے تو انکار نہیں ہے

مرض کا تصور

کہ مرض جس طرح بھی پیدا ہو بہر حال وہ کسی نہ کسی قانون صحت کی خلاف ورزی ہوگا۔

یاد رکھیں کہ برائی کبھی قانون کے ماتحت نہیں ہوتی بلکہ برائی وہ شے یا عمل ہے جو نسکی اور صحلائی کی خلاف ورزی سے پیدا ہوتی ہے اس لئے مرض بھی کسی قانون کے تحت پیدا نہیں ہوتا بلکہ جب صحت کے قانون کی خلاف ورزی کی جاتی ہے تو مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جس قدر طریق علاج ہیں سب کے مرض کی پیدائش کو صحت کے قوانین کی خلاف ورزی قرار دیا ہے۔

ذیل میں چند طریق علاج کے اصول صحت اور ان کی خسرانی سے پیدائش امراض کی صورتیں پیش کی جاتی ہیں۔

ایورڈیک میں صحت کی بنیاد و دوشوں (اخلاط) اور پیکریوں (کیفیات) کے اعتدال پر رکھی گئی ہے

ایورڈیک اور پیدائش مرض

اور جب ان میں کمی یا بیشی یا نقص و خسرانی یا ان کے مقام میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے

تو اس حالت کو مرض قرار دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ مرض کا پتہ اس وقت چلتا ہے جبے اعتدالی کا اثر اعضا کے فعل میں ظاہر ہوتا ہے۔

یونانی طب میں پیدائش مرض

یونانی طب میں صحت کی بنیاد جسم کے اخلاط (خون و بلغم و صفراء و سودا)

اور کیفیات (گرمی سردی اور خشکی و ترسی) کے اعتدال پر رکھی گئی ہے جب ان میں اعتدال قائم نہیں رہتا تو اس میں تین ہوتی ہیں (۱) کی میثی واقع ہو جاتا ہے (۲) مزاج میں خرابی و نقص رونما ہو جاتا۔ (۳) ان کے اپنے مقام میں تبدیلی پیدا ہو جاتے۔ یعنی کوئی خلط اپنے صحیح مقام سے اخراج پلنے کی بجائے دیگر مقام پہنچ جائے مثلاً صفراء جسگہ سے اخراج کی بجائے خون میں شامل ہو کر دیگر اعضا پر اثر انداز ہو یہ حقیقت بھی یاد رکھیں کہ حالت مرض کا اظہار اسی وقت ہوگا جب اعضا کے افعال میں اعتدال بگڑ جائے گا یہی بے اعتدالی مرض قرار دی جاتی ہے۔

فرنگی طب اور پیدائش مرض

فرنگی طب چار اخلاط اور چار کیفیات تسلیم نہیں کرتی۔ وہ صرف ایک خون کو ہی تسلیم

کرتی ہے البتہ وہ تسلیم کرتی ہے کہ خون کم و بیش بارہ چودہ عناصر سے مرکب ہے۔ جب ان عناصر میں کی میثی اور نقص و خرابی واقع ہو جاتی تو مرض پیدا ہو جاتا ہے جس کا اظہار اعضا کے افعال کی بے اعتدالی سے ہوتا ہے البتہ جب سے جراثیم تھیوری پیش کی گئی ہے اس وقت سے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ یہی اعضا کے افعال اور خون کا سبب ہوتے ہیں لیکن پھر بھی یہ حقیقت ہے کہ جب تک اعضا کے افعال اور خون کے مرکب میں بے اعتدالی واقع نہ ہو اس وقت تک مرض کی صورت کا اظہار نہیں ہو سکتا گو یا صحت کے اصول کی بے اعتدالی کا نام مرض سے

ہومیوپیتھی اور پیدائش مرض

ہومیوپیتھی علاج بالمثل تسلیم کرتی ہے کہ اول روح بیمار ہوتی ہے پھر اس کا اثر جسم و خون پر پڑتا ہے اور اعضا کے افعال بگڑ جاتے ہیں اور مرض کی صورت پیدا ہوتی ہے روح سے مراد وائل فورس (طبی روح) ہے۔

بایو کیمک اور پیدائش مرض

جسم اور خون بارہ چودہ تمکیت سے مرکب ہے جب ان میں سے کسی تمک سے کمی یا خرابی آجائے تو مرض پیدا ہوجاتا ہے۔ فزکجی طب کے بایو کیمک کے بایو کیمک کے تمکیت میں یہ فرق ہے کہ فزکجی طب عناصر کو مفرد ظاہر کرتی ہے اور بایو کیمک تمکیت کو مرکب تسلیم کرتی ہے

ہائیدرو پیتھی اور پیدائش مرض

جسم اور خون کے (فارن میٹرز) ایسے گندے مادے جو خارج ہونا چاہئے جب اندر دک جاتے ہیں تو ان کا اثر اعضا کے افعال پر پڑتا ہے اور مرض پیدا ہوجاتا ہے

سائیکو پیتھی اور پیدائش مرض

سائیکو پیتھی (نفیساتی علاج) تسلیم کرتی ہے کہ انسان میں جسم اور روح

کے علاوہ جذبات بھی پائے جاتے ہیں جب ان جذبات میں کمی بیشی یا خرابی اور نقص پیدا ہوجاتا ہے تو اس کا اثر اعضا کے افعال پر پڑتا ہے اور مرض کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ جذبات کو سمجھنے کیلئے وائل فورس اور طبی روح کو مد نظر رکھیں اور ان کے باہمی فرق کو سمجھیں۔

مندرجہ بالا اسات طریقوں کے علاوہ اور کئی کئی غیر مشہور طریق ہیں جن میں (۱) کرو پیتھی (رنگوں سے علاج) (۲) ایکٹرو پیتھی (۳) علاج بالانذار (۴) طب روحانی (۵) علاج بالموسیقی (۶) فزیکل پیتھی۔ ماشس اور انال سے علاج (۷) تعویذ گندے سے علاج وغیرہ جو سب طب کی شاخیں ہیں یا ان سے بالواسطہ یا بلا واسطہ تعلق ہے یہ

سب بھی مرض کی پیدائش کو اعضا کے افعال کی خرابی ہی تسلیم کرتے ہیں جو ان کے نظریات کے تحت عمل میں آتے ہیں۔

قرآن حکیم اور پیدائش مرض

آج ہم دنیا میں ایک نئی حقیقت پیش کرتے ہیں۔ آج کی دنیا سائنس کی دنیا ہے جسکو اپنے علوم و مشاہدات اور تجربات پر ناز ہے مگر وہ حقیقت سے بالکل بے خبر ہیں حکما اور اطباء نے بھی اسکا ذکر نہیں کیا۔ ان کے علاوہ علمائے کرام اور صوفیاء غلام نے بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ تک نہیں کیا کہ قرآن حکیم بھی پیدائش مرض کے متعلق اپنا ایک قانون رکھتا ہے۔

قرآن حکیم کے نزول کو تقریباً چودہ سو سال ہو گئے ہیں مگر اس حقیقت کو ہم دنیا کے سامنے پہلی بار پیش کر رہے۔ البتہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں اس طرف پورے طور پر اشارات ملتے ہیں مسلسل تیس سال تک کے مطالعہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت مجھ پر روشن کر دی ہے جو موجودہ سائنسی دور اور میڈیکل سائنس کی غلطیوں کا صحیح اظہار ہے۔

قرآن حکیم کا دعویٰ ہے کہ وہ کتاب فطرت ہے وہ اپنا ایک قانون رکھتا ہے اسکی سبب ایک سائنس ہے جو اپنے اندر علوم و اعمال اور مشاہدات و تجربات کا ایک مسلسل اور لامتناہی سلسلہ رکھتا ہے جو تقریباً چودہ سو سال سے ان خزانوں کو بکھیر رہا ہے۔ حقیقت سبھی اس کے خزانے کا پیش بہا موتی ہے۔ قرآن حکیم کے اس دعویٰ کے ساتھ کہ وہ کتاب فطرت ہے اس کے ساتھ اس دعویٰ کو بھی ذہن نشین رکھیں کہ اس میں ہر صغیر و کبیر اور طب یا بس کا ذکر ہے۔ پھر کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ اس میں پیدائش مرض کا ذکر نہ ہو حقیقت یہ ہے کہ اس میں امراض کا بھی ذکر ہے۔ یقینی شفا کا بیان بھی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو قرآن حکیم کے اس ہی خزانے کی ایک ایک نشہ بیان کروں گا۔

یہی صحیح علاج ہوگا۔

قرآن حکیم پیدائش مرض کے متعلق بیان کرتا ہے۔ **فِي قُلُوْبِهِمْ مَّدْرَءٌ دَانَ كَ دِلُوْنِ**
 میں بیماری ہے، ایک چھوٹے سے جملے میں کتنی بڑی حقیقت بیان کر دی ہے کہ انسانوں
 میں جب مرض پیدا ہوتا ہے تو وہ دل میں پیدا ہوتا ہے۔

اس حقیقت سے تین صورتیں سامنے آتی ہے (۱) مقام پیدائش مرض (۲) ابتدا پیدائش
 مرض (۳) اسباب بادی ہویا مادی ہو پیدائش مرض دل میں ہی ہوگا۔ گویا مرض پہلے
 دل میں اثر انداز ہوگا پھر باقی جسم اور خون میں اپنے اثرات ظاہر کرے گا جس کی تشریح درج
 ذیل ہے۔

اول جانا چاہیے کہ انسان میں حالتوں سے مرکب ہے (۱) جسم (۲) نفس (۳) روح
 تینوں کا مرکز دل ہی تسلیم کیا گیا ہے اور اگر جسم کے ساتھ خون کا بھی ذکر کر دیں تو تسلیم کرنا
 پڑے گا کہ خون کا مرکز بھی دل ہے اس سے ثابت ہوا کہ جسم و خون و نفس و روح پر اندرونی
 و بیرونی طور پر کوئی شے اثر انداز ہو تو اس کا اظہار دل پر ہوگا یہ ایک ظاہر و تشریح اور دلیل ہے
 اس کی باطنی تشریح اور دلیل یہ ہے کہ کسی بات یا شے کے لئے کوئی طرف بھی ہونا چاہیے۔

ہم مرض کی پیدائش و دوش و اخلاط سے تسلیم کریں یا عناصر نمکیات میں کئی بیشی جانیں یا
 روح و نفس کی خسرانی کو مانیں تو لازمی اس لئے کہ ان کے لئے کوئی مقام بھی تسلیم کرنا پڑے گا
 اور ہم انسان میں جب ہم غور و فکر کرتے ہیں تو قلب ہی میں چار مقام نظر آتے ہیں ان
 میں سے دو عدد دل کے لپٹن کہلاتے ہیں اور دو عدد اس کے اذن کہلاتے ہیں جس میں
 خون اور اس کے مادی و روحانی اجزاء اثرات سے اس طرح بھرے ہوئے ہوتے
 ہیں کہ اس طرح سارے جسم میں کہیں نظر نہیں آتے البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ شریانوں اور
 وریدوں میں بھی خون دوڑتا ہے۔ لیکن جاننا چاہئے کہ جسم کی تمام شریانیں دل ہی کی طرف
 سے آتی ہیں اور تمام وریدیں دل ہی میں واپس لوٹ جاتی ہیں وہ بھی دل کا حصہ تسلیم کئے

گئے ہیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جسم میں دل کے سوا جتنے بھی اعضاء ہیں ان میں خون صرف شریانوں اور ویدوں ہی میں رہتا ہے دل کی طرف ان سے جدا ہو کر ان اعضاء میں کہیں اکٹھا نہیں ہوتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ جہاں پر خون ترشح پاتا ہے اور جذب ہو کر جزو بدن بنتا ہے وہ تمام عضلات ہیں اور یہ عضلات دل کے ماتحت ہیں لیکن یہ بھی یاد رکھیں کہ جو خون ترشح پاتا ہے وہ صرف خون کی رطوبت ہوتی ہے اصل خون نہیں ہوتا اصل خون تو دل ہی میں نظر آسکتا ہے۔

تیسری تشریح و دلیل نظریہ مفرد اعضاء کے تحت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نظریہ مفرد اعضاء کی روشنی میں بھہ قرآن حکیم کے اس خزانے کا علم ہوا ہے مجھے یقین ہے کہ جب دنیا میں نظریہ مفرد اعضاء کی روشنی پھیلی تو دنیا بھر کے علوم و فنون میں ایک انقلاب آجائے گا اور ان کی نئی نئی صورتیں نظر آئیں گی اور یہی ان کی حقیقت کا تجزیہ ہوگا۔

جاننا چاہئے کہ جہاں تک قلبی ساخت کا تعلق ہے وہ عضلاتی انسجہ ریشہ کا بنا ہوا ہے اور زندگی بھر حرکت میں رہتا ہے جس کے ساتھ اس کے اندر کا خون حرکت میں رہتا ہے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ عضلات اول ہیں ایک حرکت ہے بلکہ یوں سمجھ لیں کہ عضلات کے معنی حرکت کے ہیں جس طرح اعصاب کے معنی احساس کے ہیں یہی وجہ ہے کہ دل بروقت حرکت میں رہتا ہے اس حرکت کو مسلسل رکھنے اور اس میں کمی بیشی کرنے کیلئے تحریکات اور اغزیہ کی ضرورت ہے اس مقصد کے لئے دو عدد غلاف ہیں جن میں کے بعد دیگرے قلب ملفوف ہے ان میں پہلا غلاف جو قلب پر لپٹا ہوا ہے وہ غشاء خمیہ نامی انسجہ غدیہ (ایپی تھل لٹور) کا ہے اس کے اوپر دوسرا غلاف اعصابی انسجہ (زر لٹور) کا ہے۔ پہلے غلاف کا تعلق جگر کے ساتھ ہے جہاں سے غذا حرارت کی صورت میں ملتی رہتی ہے اور دوسرے غلاف کا تعلق دماغ سے ہے جہاں تحریکات رطوبت کی صورت میں پہنچتی رہتی ہیں۔

یہ بات یاد رکھیں کہ یہ غلاف صرف قلب کے اوپر ہی نہیں لپٹے ہوئے بلکہ قلب کی ہر گہرائی اور تہ تک چلے گئے ہیں۔ گو یا قلب اگر کسی عضلات کا بنا ہوا ہے لیکن اسکی ساخت اور بافت میں عصبی (دماغ)، اور غدی (جگری) نسج گندھے ہوئے ہیں جس کے ساتھ اس کی خلاؤں کو الحاقی ساخت نے پُر کیا ہے۔ ان حقائق سے ثابت ہوا کہ قلب جو ذاتی طور پر عضلاتی نسج کا بنا ہوا ہے اس میں دیگر نسج پوری طرح شریک ہیں جس سے اس کا دیگر اعضاءِ ندیہ سے گہرا تعلق ہے۔ یعنی اعضاءِ ندیہ اور ان کے متعلقات میں جو کیفیات و تحریکات اور اعمال و صورتیں پیدا ہوتی ہیں ان کا نہ صرف اثر قلب پر ہوتا ہے بلکہ اس کے فعل میں کئی پیشی اور ضعف بھی پیدا کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان کے ذہن میں کوئی جذبہ پیدا ہو یا بیدار ہو تو معاً یعنی ایک سینکڑے سے بھی پہلے دل پر اس کا اثر ہو جاتا ہے گو یا سب سے پہلے جسم پر کوئی بات اثر انداز ہو سکتی ہے تو وہ جذبہ ہی ہو سکتا ہے جو نفسیاتی اثر ہے مادی شے دیر میں اثر انداز ہوگی اور بذریعہ نسج یا بذریعہ خون ہوگی۔

یہ بات بھی یاد رکھیں کہ ہر مادے کے عمل کیساتھ اس کے نفسیاتی اور کیفیاتی اثرات بھی جڑتے ہیں جو مادے کے اثر سے پہلے پہنچ جاتے ہیں اس لئے تسلیم کیا گیا ہے کہ انسان میں جو امراض پیدا ہوتے ہیں ان میں نفسیاتی و کیفیاتی اثرات ۹۹ فی صد ہائے جاتے ہیں امراض کے علاج میں ان کو مد نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ قرآن حکیم نے نہ صرف ان نفسیاتی و کیفیاتی اور مادی اثرات کا ذکر تفصیل سے کیا ہے بلکہ ان غلافوں کا ذکر بھی کیا ہے جن میں قلب ملفوف ہے اور ان کی طرف سے یہ تاثر پہنچتے ہیں جو قلب کے افعال میں تغیر پیدا کر کے مرض پیدا کر دیتے ہیں۔

قرآن حکیم بیان کرتا ہے۔ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَفْقَهُوْهُ ۗ

(تحقیق ہم نے ان کے دلوں پر پردہ بنایا ہے تاکہ سمجھ سکے) اس پردے کا سب سے

بڑا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ ان اثرات کو سمجھائے جو اس کی طرف پہنچتے ہیں۔ کئی جگہ اکتے
 دہل کا پردہ، کا ذکر آیا ہے۔ اور اس کے علاوہ قَلْوٰیْنَا غُلْفٌ (ہمارے دلوں
 پر پردے ہیں)۔ غلاف کا لفظ اسی غلف سے بنا ہے۔ ایسا پردہ جو کسی شے کے
 اوپر بالکل غلاف کی طرف چڑھا کر ڈھانپ دیا جائے۔

قرآن حکیم میں پردے کے معنوں میں حجاب و کشف اور غشا بھی آتے ہیں۔ ان کا ذکر
 اپنے اپنے مقام پر آئے گا۔ دل پر جن پردوں کا ذکر آیا ہے وہ اکتے اور غلف ہی ہیں
 اور اس میں یہ سمجھ لیں کہ طبی تشریح کے مطابق دل پر دو پردے ہوتے ہیں۔ باہر کا پردہ
 اعصابی السجہ (نردز نشوز) کا ہوتا ہے اور اندرونی غدی السجہ (راہی تھل نشوز)
 کا ہوتا ہے۔ غلف برونی پردہ ہے جس کا تعلق اعصاب اور دماغ سے ہے۔ اور اکتے
 اندرونی پردہ جس کا تعلق غدو اور جگر سے ہے اپنی دونوں ذرائع سے تمام جسم کے
 کیفیاتی و نفسیاتی اور مادی اثرات قلب تک پہنچ کر اس کے فعل میں کمی بیشی اور ضعف
 پیدا کرتے ہیں۔ یہ اثرات خود کا طریق پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اتنی جلدی ہوتے ہیں کہ
 انسانی شعور بھی اندازہ نہیں لگا سکتا مگر یا غیر شعوری طور پر اثر انداز ہوتے ہیں بلکہ یوں سمجھ
 لیں کہ ان کا شعور بھی اس وقت ہوتا ہے جب اثر شروع ہوتا ہے۔

یہ بات بھی سمجھ لیں کہ قرآن حکیم نے جہاں بھی قلب کا ذکر کیا ہے وہاں دیگر اعضاء سے
 کا اثر ساتھ ہی ذکر کیا ہے البتہ اس کے لئے درسی علامات واضح کر لی ہیں جن کا گہرا تعلق
 ان کے ساتھ ہے دماغ کے لئے اذن (کان) اور جگر کے لئے لبر (آنکھ) کو بیان
 کیا ہے۔ جیسے کہ قرآن حکیم میں ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں نَحْمُ اللہَ عَلٰی قَلْوٰیہِمُ وَ عَلٰی
 سَمْعِہِمُ وَ عَلٰی اَبْصَارِہِمُ غِشَاوۃً وَاللہُ تَعَالٰی نَعَانِ کَ دَلُوں کے دلوں میں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے
 اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔

دوسری جگہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔ لَہُمُ قَلُوْبٌ لَّا یَفْقہُوْنَ بِہَا وَ لَہُمُ اَعْمٰنٌ لَّا یَعْبُرُوْنَ

حیرت یہ ہے کہ بعض لوگ اس کو برائی خیال ہی نہیں کرتے لیکن قرآن حکیم جھوٹ کو ایک نفسیاتی مرض قرار دیتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ جو لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ کفر کو فریب دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ دوسروں کو نہیں اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں۔

قرآن حکیم بیان کرتے ہیں سُخَّرُ عُنَّ اللَّهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا ذَاكَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ مَوَازٍ يَعْتُرُونَ۔ اللہ تعالیٰ اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں خسر یا دیتے ہیں لیکن وہ اپنے نفس کو فریب دیتے ہیں اور نہیں سمجھتے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین کر لین کہ فریب دینا خوف کی علامت ہے جو اعصاب میں تحریک سے پیدا ہوتا ہے جس سے قلب کے فعل میں کمی پیدا ہو جاتی ہے اور اسلئے جراثیم ختم ہونا شروع ہو جاتی ہے جس کے لئے دردناک غداں ہی ہو سکتا ہے۔

اب مادی صورت بھی سمجھ لیں۔ قرآن حکیم بیان کرتے ہیں،

وَآتَا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضًا قُرْآنًا فَهُمْ يَرُجُّوهُ إِلَىٰ جَنْبِهِمْ ۗ وَهُمْ فِي مُضَاهَا بَعْدَ لَيْسَ زِيَادَةٌ كَرْدِي سَجَاسَتِ ان كِي سَجَاسَتِ هِي ۙ

یاد رکھیں جب دل کے فعل میں خسرانی واقع ہوتی ہے تو قلب کے عضلات میں مواد رکنا شروع ہو جاتا ہے اور باعث فساد ہوتا ہے۔

تیسری صورت سبب سابقہ کی ہے اور وہ وہی عضو ہے جس کے فعل میں خسرانی پیدا ہو کر مرض کی صورت میں نمودار ہوتی ہے یہ قلب یا اس کا کوئی پردہ ہو سکتا ہے بھی صورت فاعل ہے یہی مرض کی ابتدا ہے۔

دنیا کے تمام طریقہ ہائے علاج اور قرآن حکیم کے پیدائش مرض کو پیش کرنے کے بعد ہم باہریت مرض کی طرف لوٹتے ہیں ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ مرض حقیقت اور مثبت شے نہیں ہے بلکہ خسرانی اور منفی شے ہے حقیقت اور مثبت شے صحیح

ہے جو قدرت اور قدرت کے قوانین پر قائم ہے اس لئے صحت کا قیام انہیں قوانین کا سمجھنا ہے اور یہی زندگی اور کائنات کا ما حاصل ہے۔

جہاں تک مامیت امراض کی تشریح کا تعلق ہے اس کی انتہائی اختصار کے ساتھ مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں۔

(۱) کسی مفرد عضو کے فعل میں کمی یا

(۲) اس کے فعل میں تیزی یا

(۳) اس کے فعل میں ضعف واقع ہو جائے

ایسی صورتوں میں ان مفرد اعضا ان کے دیگر مفرد اعضا کے ساتھ باہمی تعلقاً پھر ان کے مرکب اعضاء خون اور تمام جسم پر کیا اثرات ہوتے ہیں۔

ملیہ کیمپ نکالنے کا علاج

تعمیر یہ ملیہ کیمپ ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات کے دن

مقام مکان مہر محمد یوسف بائی ایڈووکیٹ نزد جامع مسجد اہل حدیث
خانوال لگایا جاتا ہے۔ اوقات کیمپ صبح ۹ تا دوپہر ۶ بجے تک

لکھنؤ یہ ملیہ کیمپ ہر انگریزی ماہ کے پہلے جمعہ کے دن یسین دو خانہ

دربار ہو ٹل نزد داتا دربار لاہور لگایا جاتا ہے جہاں حکیم محمد یسین
دنیاپوری شاگرد رشید حکیم انقلاب العالج صابر ملتانی مایوس اور لا علاج
مریضوں کو ملیہ مشورے دیتے ہیں۔ اوقات صبح ۹ بجے تا شام ۶ بجے تک

مقدمہ کے نتائج

قارئین آپ نے استاد صاحب کا ماہیت امراض کا مضمون پڑھا جس میں آپ نے نہایت تفصیل کے ساتھ قرآن حکیم سے آیات پیش کر کے ہر مرض کا مقام پیدا لیش مرض قلب کو ثابت کیا ہے۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ دل پر جب گرد اور دماغ کے پرے چڑھے ہوئے ہیں جن کے ذریعہ وہ اپنے اثرات و تاثرات دل کو بھیجتے ہیں جن سے دل کے حرکات میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

جن کا ثبوت موجودہ میڈیکل سائنس اور طبی و ڈاکٹری تشریح ابدان یوں پیش کرتی ہیں

تشریح ابدان

ہمارے جسم میں تین قسم کے فعل و حیاتی مفرد اعضاء در دل و جگر و دماغ پر پائے جاتے ہیں جہت جسم میں چیر بھار کر کے ان مفرد اعضاء کو دیکھا جاتا ہے تو ان پر دو دو غلاف چڑھے ہوئے نظر آتے ہیں جن کی ترتیب ماہرین تشریح ابدان نے یوں کی ہے۔ مثلاً قلب پر ایک پردہ جگر و غدود اور غشا تمامگی کا دوسرا پردہ دماغ و اعصاب کا چڑھا ہوا نظر آتا ہے۔

اسی طرح جگر پر ایک پردہ دماغ و اعصاب کا اور دوسرا پردہ قلب و عضلات کا چڑھا ہوا نظر آتا ہے۔

بالکل اسی طرح دماغ پر ایک پردہ قلب و عضلات کا اور دوسرا پردہ جگر و غدود کا چڑھا ہوا نظر آتا ہے۔

دل جگر اور دماغ پر ایک دوسرے کے پردے کی وجہ سے

تشریح ابدان سے یہ تو ضرور معلوم ہوتا ہے کہ دل جگر اور دماغ پر ایک دوسرے کے پردے چڑھے ہوئے ہیں لیکن ان کی وجہ جو لازم کا کہیں ذکر نہیں ہے۔
الذی قرآن حکیم سے ان پردوں کے مقصد کا ضرور تہہ چلتا ہے چنانچہ قرآن حکیم نے فرمایا ہے۔ **إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ**۔
 تحقیق ہم نے ان کے دلوں پر پردہ بنایا ہے تاکہ سمجھ سکیں یعنی ان کے طریقہ قلب ایک دوسرے کے اثرات کو بتا سکے۔

دل کے پردے اور قانون مفرد اعضا

قانون مفرد اعضا ان پردوں کے اثرات کی تشریح یوں کرتا ہے۔
 کہ جب دماغ و اعصاب میں تحریک اور سوزش ہو جائے تو دماغ اپنے تاثرات و اثرات قلب کے اوپر چڑھے ہوئے اعصابی پردہ کے ذریعہ قلب کو متاثر کر کے رفتار میں سُست کر دیتا ہے حتیٰ کہ اس میں تسکین کی علامات پیدا ہونے لگتی ہیں ایسا مریض دل ڈونے کی شکایت ضرور کرتا ہے۔
 معالج جب نبض دیکھتا ہے تو اسے انتہائی سُست اور گہرائی میں کافی دباؤ کے بعد محسوس کرتا ہے۔ قانون مفرد اعضا ایسی نبض کو اعصابی نبض قرار دیتا ہے جس کا مطلب ہے کہ اب دماغ و اعصاب کے افعال میں شدید تیزی آچکی ہے گردے کثرت سے پیشاب خارج کرتے ہیں معدہ امعاء خفیفہ کو غیر منہضم حالت میں

حالت خارج کرتے ہیں۔

جب جگر گردوں میں تحریک و تیزی پیدا ہو جائے تو جگر اپنے احساسات اثرات قلبک اور پرچڑھے ہوئے اپنے غدی پردہ کے ذریعہ قلب متاثر کر دیتا ہے جس سے قلب میں جلن بگڑا ہٹ بے چینی اور گرمی و حرارت کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے چونکہ صفر و حرارت کی شدت سے قلب تحلیل ہونے لگتا ہے۔ لہذا قلب کی رفتار سست اور کمزور پڑ جاتی ہے معالج جب نبض دیکھتا ہے تو نبض قدرے دباؤ سے محسوس ہوتی ہے جسکی رفتار سست ہی ہوتی ہے۔

جب معالج مریض سے گردوں، معدہ امعاء کے بارے میں سوال پوچھتا ہے تو مریض بتاتا ہے کہ میرا پیشاب رُک رُک کر حسین کے ساتھ زردی مائل سرخ آتا ہے اور میرے معدہ امعاء اور سینہ میں جلن بے چینی، بدامضمی اور پاخانہ بے قاعدہ تھوڑا تھوڑا ٹوٹ ٹوٹ کر آتا ہے۔

ان علامات کی موجودگی میں معالج غدی و جگر کی تیزی و تحریک کا حکم لگا کر مریض کو مرض کی مابینیت بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کو خفقان کی شکایت بھی ہے۔ بالکل اسی طرح جب خود دل میں تحریک و تیزی اور سوزش ہو جاتی ہے تو دل یا ایکن تیزی سے حرکت کرنے لگتا ہے۔ وہیں کا طرف جگر اور دماغ کو اپنے پردہ کے ذریعہ متاثر کرتا ہے۔

جب معالج نبض دیکھتا ہے تو نبض بالکل ابھری ہوئی بغیر دباؤ کے محسوس کر لیتا ہے نبض کی رفتار اعصابی و غدی نبضوں سے انتہائی تیز محسوس ہوتی ہے اس وقت قلب کی حرکات تلو سے بھی زیادہ جاتا ہے۔ اس وقت اکثر مریض اختلاج قلب کی شکایت کرتے ہیں نبض تو کیا معدہ امعاء و ریاغ سے جھرچکے ہوتے ہیں۔

جب معالج مریض سے معدہ امعاء، گردوں اور دماغ کے بارے میں سوال پوچھتا ہے

تو نبض بتاتا ہے کہ اسے سبھوک خوب لگتی ہے، لیکن کھایا پیا نہیں لگتا۔ قبض شدید بتاتا ہے بلکہ کہتا ہے کہ مجھے کئی کئی دن پاخانہ نہیں آتا پیشاب گہرا سرخ بتاتا ہے۔ پیشاب کا مقدار بہت کم اور ایک دو بار ہی روزانہ آنے کا بتاتا ہے۔ چونکہ خشکی تیزابیت زردوں پر ہوتی ہے اس لئے مریض بے خوابی کی شکایت خصوصیت سے کرتا ہے۔

مندرجہ بالا تینوں حالتیں۔ دل، جگر، دماغ کے ایک دوسرے پر چڑھے ہونے پر دلوں کے ذریعہ جو اثرات دل پر پڑتے ہیں انہیں معالجین نبض میں محسوس کر کے تشخیص میں کرتے ہیں،

چونکہ یہ حقائق ہیں اس لئے نبض کے ذریعہ تشخیص کرنا معالج کے لئے نہ صرف ضروری ہے بلکہ از حد ضروری ہے ورنہ نبض کے دیکھنے بغیر تشخیص میں بے شمار چھید گیاں پیدا ہو جائیں گی۔

بغیر نبض دیکھے تشخیص کے نتائج

جو معالج مریض سے علامات و تکالیف پوچھ کر تشخیص کر کے علاج تجویز کرتے ہیں وہ ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ لہذا معالجین خصوصاً حاملین قانون مفرد اعضا کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ نبض پر مہارت حاصل کئے بغیر علاج معالجہ تجویز نہ کریں۔

ایلو پیتھی ڈاکٹر اور نبض

ایلو پیتھی ڈاکٹر نبض کو کوئی اہمیت نہیں دیتے وہ کہتے ہیں نبض سے دل کے

سنت اور تیز چلنے کے سوا کسی مرض کا پتہ نہیں چلتا۔ حقیقت میں وہ غلطی پر ہیں بغیر تحقیق کے حقیقت سے آنکھیں بند کر کے انکار کر دیتے ہیں،

ایسے ڈاکٹروں کے لئے ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ آئیں اور ہم سے نبض کے اسرار و رموز سیکھیں۔ اگر ان کی تسلی نہ ہو تو انہیں اجازت ہوگی کہ وہ جو کچھ ہمارے علاج کہنا چاہیں کہہ سکتے ہیں۔

معابجین طب یونانی اور نبض

جب سے طب اسلامی معرض وجود میں آئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک حکمی و طبیب حضرات کو نبض کی حقیقت، ماہیت اور ضرورت بڑی سنجیدگی اور اعتدال سے پڑھائی سکھائی جاتی ہے۔

طبی کتب اور طبیہ کالجوں میں نصاب میں نبض کے لمبے چوڑے باب باندھے گئے ہیں اور بہت اچھے طریقے سے پیمانے و سکھانے کی کوشش کی گئی ہے

لطف کی بات یہ ہے کہ نبض کی ۴۵ کے قریب اقسام بیان کی گئی ہیں لیکن اگر نبض کی اتنی اقسام بیان کرنے والے مصنف سے پوچھا جائے کہ وہ ان بیان کردہ اقسام پر خود عبور رکھتے ہیں تو جواب ہمیشہ نفی میں ملتا ہے۔

البتہ بعض طبیب ان اقسام میں سے چند ایک نبضوں پر عبور رکھتے ہیں وہی لوگ اپنے علاقہ کے نباض کہلاتے ہیں۔

لیکن اگر ایسے طبیعوں سے جن نبضوں پر انہیں عبور حاصل ہے پوچھا جائے کہ آپ جن نبضوں پر عبور رکھتے ہیں یا جن نبضوں کے ماہر ہیں ان نبضوں کی بالاعضا تشریح کیا ہے تو تعین جانے کہ جواب ہمیشہ نفی میں ملتا ہے۔

طبیہ کالجوں میں نبض کی بالاعضا تشریح پر پائی نہیں جاتی

یہ کتنی افسوس کی بات ہے کہ طبیہ کالجوں میں نبض کی بالاعضا تشریح پڑھائی ہی نہیں جاتی پھر عام طبیہ اپنے شاگردوں کو نبض کی بالاعضا تشریح کیسے پڑھا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں میں سے کوئی ایک طبیہ کسی خاص نبض پر مہارت رکھتا ہے۔

قانون مفرد اعضا کا کمال

قانون مفرد اعضا کے نہ صرف نبضوں کو بالاعضا پیش کیا ہے بلکہ طبی یونانی کی ۴۵ کے قریب نبضوں کو قانون مفرد اعضا کے تحت تقسیم کر کے نبض کی چھ اقسام میں منقسم کر دیا ہے اب ان میں سے طب یونانی کی کوئی بھی نبض نکال کر دیکھنا چاہیں تو ماہر قانون مفرد اعضا فوراً پیش کر دے گا۔

قانون مفرد اعضا کی چھ اقسام وہی ہیں جنہیں ہر
تظریہ مفرد اعضا اور کلیات قانون مفرد اعضا میں

یادداشت

نبض کے باب میں بیان کی گئی ہیں۔

قانون نبض کی حقیقت ماہیت اور ضرورت پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے
ایسے ہی کہ نبض کا اصل مفہوم اور اس کی حقیقت ذہن نشین ہو چکی ہوگی اگر کچھ کمی محسوس کریں تو
بار بار پڑھیں انشا اللہ دل مطمئن ہو جائے گا۔

نبض کی ساخت

نبض بذات خود شریان کی تڑپ کا نام ہے جس کی کوئی ساخت نہیں ہے لیکن چونکہ عرف عام میں کلائی کی شریان کو ہی نبض کہا جاتا ہے۔ اس لئے میں نے شریان کی ساخت کا عنوان لکھنے کی بجائے نبض کی ساخت کا عنوان لکھا ہے تاکہ معمولی پڑھے لکھے لوگ بھی نبض کی ساخت (شریان کی ساخت) سمجھ سکیں،

جاننا چاہیے شریانوں کی بناوٹ بھی (نبض کی بناوٹ) قریب قریب دل کی بناوٹ کے مشابہ ہوتی ہے یہ لچکدار خالی نالیاں ہوتی ہیں ہر شریان کی ساخت میں تین طبقے یا پردے ہوتے ہیں۔ شریان کا اندرونی پردہ لچکدار ساخت اور باہر ایک ہوتا ہے اس طبقہ کے دوپرت ہوتی ہیں اندرونی پرت (انڈونشیلم) اس نازک جلی کا بنا ہوتا ہے جو دل کے اندرونی حصہ میں لگی ہوتی ہے۔ اور بیرونی پرت لچکدار لیشیول سے بنا ہوتا ہے ان دونوں حصوں کے درمیان میں ایک اور پرت ہوتی ہے جو موٹی اور سرخی زردی مائل ہوتی ہے اس کی بناوٹ میں لحمی و تری ریشے ہوتے ہیں بیرونی طبقہ جو سب سے موٹا ہوتا ہے وہ رباطی لیشیول کے دو پرتوں یا تھولوں سے بنتا ہے۔

نبض یا شریانوں میں تڑپ کیسے پیدا ہوتی ہے

جب دل سکڑتا ہے شریانیں میں خون جاتا ہے یا داخل ہوتا ہے تو شریانوں میں حرکت و تڑپ پیدا ہوتی ہے اور یہ دل پھیلتا ہے اس میں خون دبا لیا جاتا ہے تو شریانیں سکڑتی ہیں،

شریانوں کی اچھل کود اور ٹرپ کو بھی نبض میں دیکھا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ دل یا اس کے متعلق مفرد اعضا کا کیا حال ہے۔

نبض میں کیا دیکھنا یا دریافت کرنا ہے

نبض کا صحیح تصویر یہ ہے کہ معالج اپنے ذہن میں یہ بات بٹھائے کہ اس نے نبض میں خون کا دباؤ (۲)، خون کی رطوبات (۳)، خون جسم میں حرارت کا توازن معلوم کرنا ہے۔

اس حقیقت کے اظہار کے لئے استاد صابر ملتانی فرماتے ہیں کہ جاننا چاہئے کہ نبض سے صرف حرکات قلبی کا ہی پتہ نہیں چلتا بلکہ اس سے (۱) خون کے دباؤ (۲)، خون کی رطوبات (۳)، خون کی حرارت کا علم بھی ہوتا ہے۔

یاد رکھیں ہر حالت میں دل کی حرکات بدل جاتی ہیں جس کے ساتھ ساتھ نبض کی حرکات اس کے ساتھ اور اس کے مقام میں بھی تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جس سے انسانی جسم کے حالات پر حکم لگایا جاسکتا ہے۔

راز کی بات

دل ایک عضلاتی عضو ہے مگر اس پر دو عدد پردے چسڑھے ہوئے ہیں۔ دل کے اوپر کا پردہ غشاء سے منجھلی اور غدی ہے اس کے اوپر بلغمی اور اعصابی پردے ہیں۔

جو شریانیں دل اور اس کے دونوں پردوں کو غذا پہنچاتی ہیں ان میں تحریک یا سوزش

سے تیزی آجاتی ہے جس کا اثر حرکات قلب اور افعال شریاں بڑھتا ہے جس سے ان میں خون میں دباؤ، خون کی رطوبات اور خون کی حرارت میں کمی پیشی آجاتی ہے۔
ذہن نشین کر لیں۔ کہ

(۱) شریاں میں خون کا دباؤ قلب کی تحریک سے پیدا ہوتا ہے جو اس کی ذاتی اور عضلاتی تحریک ہے۔

(۲) خون کی رطوبات میں زیادتی دل کے بلغمی پردوں میں تحریک سے ہوتی ہے۔
دس اسی طرح خون کی حرارت قلب کے غشائی غدی پردے میں تحریک سے پیدا ہوتی ہے۔

دل کی حالت یا نبض دیکھنے کے نتائج

جب ہم دل کی حالت اور نبض کا بغور مطالعہ معائنہ کرتے ہیں تو ہمیں جہاں دل کی حالت اور نبض کا پتہ چل جاتا ہے وہاں اعصاب دماغ اور غدود و جگر کے افعال کا بھی پتہ چل جاتا ہے وہاں راز ہے جس کو ہم پہلی بار ظاہر کر رہے ہیں یہ ہمارا تحقیق کا حصہ ہے۔

جب سے علم و فن وجود میں آیا ہے آج نبض کا یہ راز ہم نے بیان کیا ہے اس لئے نبض کے علم میں بے انتہا آسائیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ (صابر ملتانوی)

نبض کے سلسلے میں ہم مریض کے جسم میں یہی سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس وقت جسم میں قوت کی زیادتی ہے یا حرکت کی زیادتی ہے یا حرارت زیادہ ہو گئی ہے اس طرح اس کا تعلق جسم کے مختلف اعضا خصوصاً حیاتی مفرد اعضا کی حالت کا علم ہو جاتا ہے۔

یاد رکھیں قوت کو انگریزی میں انرجی ENERGY حرکت کو ایکشن ACTION اور حرارت کو ہیٹ کہتے ہیں۔

جسم کے کس حصہ سے نبض دیکھنا افضل ہے

اگر چہ جسم میں پائی جاتی والی ہر شریان دل کی حالت کا ہی پتہ دیتی ہے اور اس کے ذریعہ حالت بدن معلوم کیے جاسکتے ہیں لیکن چند شرایوں کے سوا جسم کی تمام شریاں گوشت میں دبی ہوئی ہوتی ہیں جنہیں محسوس کرنا دشوار ہوتا ہے جو شریاں زیادہ ابھری ہوتی ہیں ان میں کپٹی کی شریاں، شکنے کی شریاں اور کلائیوں کی شریاں شامل ہیں۔

ان میں سے کلائی کی شریاں (نبض) کی حالت کا معائنہ و مشاہدہ کیا جاتا ہے اور اس شریاں کو اختیار کرنے کی وجوہات شیخ الرئیس بوعلی سینا کی ربانی سنئے

نبض کیلئے کلائی کی شریان کیوں اختیار گئی

شیخ کا قول ہے کہ نبض دیکھنے کے لئے کلائی کی شریاں (نبض) شریاں زردی اعلیٰ) درج ذیل وجوہات سے اختیار کی گئی ہیں۔

- (۱) اس شریان تک رسائی آسان ہے کیونکہ اسے دکھانے کے لئے آسانی سے پھیرا جاسکتے ہیں۔ اور طبیب کو شریان کی تلاش میں تکلیف نہیں کرنی پڑتی۔
- (۲) مریض کو اس کے کھونے اور دکھانے سے بے غم ہو سکتا ہے حتیٰ کہ عورتیں اس کے کھونے اور دکھانے میں الکار نہیں کرتیں۔

لیکن اس کے برعکس دوسری شریانوں میں سے جو کپڑوں کے نیچے اور گوشت میں چھپی اور دبی ہوئی ہیں دکھانا مشکل ہے۔

اگرچہ کینٹی گردن اور شخموں کی شریاں دبی ہوئی نہیں ہوتیں لیکن چونکہ نامحرم ہوتیں ان کے دکھانے میں شرم محسوس کرتی ہیں اس لئے ان کو اختیار نہیں کیا گیا۔
(۳) کلائی کی شریاں کی وضع قلب کی سیدھ میں واقع ہے اور بمقابلہ دوسری بہت سی شریانوں کے قلب سے قریب ہے

کلائی کی نغز دیکھنے کیلئے دوسرے اطباء کی آراء

کلائی کی شریان کو اختیار کرنے کے متعلق شیخ الرئیس کی بیان کردہ تین وجوہات کے علاوہ دوسرے طبیبوں نے بھی تین وجوہ بیان کی ہیں۔

(۱) کلائی کی شریان ایک معین مدت میں یعنی تقریباً چار انگل جو ہونچے سے لیکر کلائی کے بالائی حصہ تک گوشت میں پوشیدہ نہیں ہے لیکن اس کے برخلاف دوسری شریانوں میں کوئی نہ کوئی خسرانی مانع ہے۔ یعنی کہیں تو یہ گوشت سے پوشیدہ ہے اور کہیں کوئی دوسری وجہ موجود ہے۔

(۲) شریان مذکورہ نجارات اور دخانات سے خالی ہوتی ہے لیکن اس نے برخلاف دوسری شریاں مثلاً کینٹی کی شریاں اور گردن کی شریاں یہ اکثر نجارات اور دخانوں سے بھری ہوتی ہیں۔

لیکن ہمارے نزدیک شریان مذکورہ کو اختیار کرنے کی یہ وجہ بہت ہی قابل غور ہے کیونکہ تمام شریاں کا منبع ایک ہی عضو (قلب) ہے اور اس کا ثابت کرنا آسان نہیں ہے کہ کلائی کی شریانوں میں نجارات اور دخانات نہیں ہوتے اور

مرد اور گردن کی شریانوں میں یہ بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔
 (۳) کلائی کی شریاں کافی کشادہ اور کافی لمبائی میں محسوس کی جاسکتی ہیں جس سے قلب کی حالت کا بخوبی پتہ چل جاتا ہے۔

طیب کیے نبض دیکھنے کی ہدایات

- (۱) طیب کے لئے لازم ہے خود تندرست تو نا اور چست اور معتدل مزاج ہو۔
- (۲) طیب نبض دیکھتے وقت مریض کا ہاتھ پہلو پر رکھے۔
- (۳) جب مریض کا ہاتھ طیب کے ہاتھ میں ہو تو وہ نہ چپ ہونے لگا ہو بلکہ پہلو پر پہلو یعنی کھڑا ہو۔ اور اوپر کی طرف اٹھ کھڑا ہو اور نیچے چھوٹی انگلی ہو۔

ہاتھ پہلو پر رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ہاتھ پٹ یا اذندھا ہونے کی صورت میں نبض کی چوڑائی، بلندی اور اس کا شرف بڑھ

یادداشت

جاتا ہے اور لمبائی گھٹ جاتی ہے۔

خصوصاً یہ حالت لاغروں میں نمایاں ہوتی ہے اس کے برعکس اگر ہاتھ سیدھا یا چت ہو تو بلندی اور لمبائی بڑھ جاتی ہے اور چوڑائی کم ہو جاتی ہے۔

(۲) یہ بھی ضروری ہے کہ نبض ایسے وقت دیکھی جائے جبکہ صاحب نبض (مریض) غصہ

غمی، خوشی، لذت مسرت اور ریاضت اور تمام التفاعلات نفسانیہ سے خالی ہوتا ہے

اس کا شک نہ اتنا بڑھو کہ بوجھل ہو رہا ہو۔ اور نہ بھوک کی حالت میں ہو۔ نیز وہ اپنی کسی

عادت کو نہ چھوڑے ہوئے ہو اور نہ اس نے کوئی نئی عادت پیدا کر لی ہو کیونکہ ان

تمام امور سے مزاج نبض میں اختلاف عظیم پیدا ہو جائے گا (شیخ الرشید)

(۳) یہ امر بھی ضروری ہے کہ نبض دیکھتے وقت اس کا مقابلاً اور امتحان بہترین اور

معدل شخص کی نبض سے کیا جائے تاکہ نبض معتدل اور غیر معتدل کا باہمی اندازہ قائم کیا جاسکے (شیخ الحدیث)

(۴) مرض کے دائیں جانب نبض طلیب اپنے دائیں ہاتھ سے دیکھے۔ اور بائیں ہاتھ کی نبض بائیں ہاتھ سے دیکھے۔

(۵) دائیں ہاتھ سے دائیں نبض کو ذرا دیر تک دیکھا جائے کیونکہ دائیں ہاتھ کی حس نسبت ذکی اور تیز ہے۔

(۶) طلیب نبض دیکھتے وقت اپنے دوسرے ہاتھ کو سہارا کے لئے مرض کے ہاتھ کے نیچے رکھے تاکہ مرض ہاتھ کو اٹھاتے سے تھک نہ جاتے اس کا خیال خاص طور پر کمزور اور ناتواں مرض میں زیادہ رکھا جائے۔

(۷) طلیب نبض دیکھتے وقت ایسے تمام عوارض بدنیہ و نفسانیہ سے خالی ہو جواسکی توجہ کو کم کرنے والے اور دوسری طرف پھیرنے والے ہوں۔

مثلاً غصہ، خوشی، جھوک، پیاس، نیند سے اونگھ نہ رہا ہو کیونکہ معالج کو معتدل المزاج اور سلیم الذہن اور صحیح الطبع ہونا لازمی ہے۔

(۸) طلیب کی انگلیاں کھردرے کاموں کی وجہ سے کھردری نہ ہو گئی ہوں بلکہ الٹا کابضہ ملائم اور نازک ہوتا کہ وہ ذکی الحس ہوں اور بخوبی احساس کر سکیں۔

(۹) طلیب کے ذہن میں وہ تمام باتیں موجود ہوں جن سے نبض میں اثرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ مثلاً اختلاف، ممالک، مختلف ہوائیں، سرد ماحول سے گرم ماحول میں چلا جانا وغیرہ،

(۱۰) نبض قوی کو زرد سے دبا کر دیکھا جائے تاکہ اس کا زردہ رنگ کے دوسرے رنگ سے دبانے سے معلوم ہوتی ہے نبض ضعیف کو معدوم اور دانت سے دوسرا دیا جائے۔
ورنہ زیادہ دباؤ سے نبض معدوم ہو جائے گا۔

(۱۱) نبض دکھاتے وقت میض اپنے ہاتھ سے کوئی کام نہ کر رہا ہونہ کسی چیز کو اس سے اٹھائے ہوئے ہو اور نہ اس ہاتھ سے کسی چیز پر سہارا لگائے ہوئے ہو اس کے علاوہ ہاتھ اور بازو بندھے ہوئے بھی نہ ہوں جیسا کہ مہیض کے میض کے بازو کندھے کے قریب کپڑے سے باندھ دیتے ہیں۔

اگر کلائی پر گھڑی ہو یا بازو بند ہو یا کوئی تنگ زیور ہو (چوڑیاں وغیرہ) پہنا ہو تو اسے ڈھیلا کر دیں۔

(۱۱) طبیب میض کے پاس جاتے ہی یا طبیب کے پاس میض کے آتے ہی نبض دیکھنی شروع نہ کر دے بلکہ اسے دیر تک حالات مرض کے متعلق سوالات کرے اور باتوں میں لگا کر اسے مانوس کر دے کیونکہ طبیب جب میض کے پاس پہنچتا ہے تو اس میں ایک قسم کی بیجانی کیفیت ہوتی ہے۔ اسی طرح میض کے حالات و خیالات کا یہ طبیب کے رعب و اب سے متغیر ہو جانے ہیں بعض مریضوں میں طبیب کے پہنچنے سے فرحت و انبساط حاصل ہوتا ہے اور گھبراہٹ اور خود طاری ہو جاتا ہے۔

پس اگر ان حالات میں بغیر توقف کئے اور میض کو تشخص کی طرف راغب نہ کریں نبض دیکھی جائے گی تو اس کے باطنی حالات پیدا ہونے کی وجہ سے قلب کی حرکات میں اختلاف واقع ہو جائیگا۔

(۱۳) عورتیں صنف نازک ہونے کی وجہ سے زیادہ دیر تک نبض نہیں دکھا سکتیں خصوصاً نوجوان طبیب کو ورنہ نوجوان طبیب کا ایک نوجوان لڑکی کا دیر تک ہاتھ پکڑے رکھنا طبیب پر بددلتی کا الزام لگنے کا خطرہ ہو گا جس سے بلا وجہ طبیب بدنام ہو سکتا ہے۔

نبض دیکھنے کا طریقہ

معالج یا طبیب اپنی چار انگلیاں مریض کی کلائی کے اس طرف رکھے جس طرف کلائی کا انگوٹھا ہو اور شہادت کی انگلی پیچھے کی ہڈی کے ساتھ نیچے کی طرف ہو اور پھر شریاں کی حرکت کا احساس کرے۔

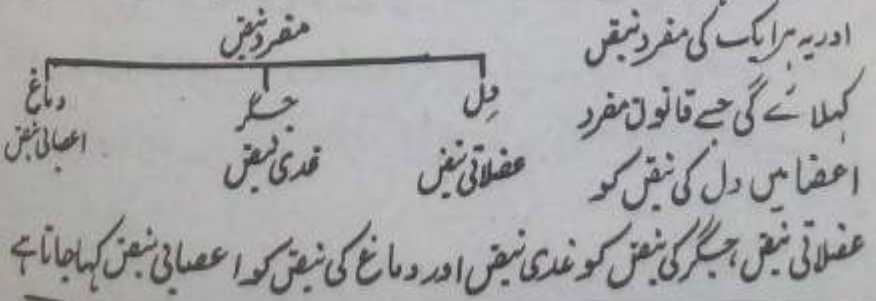
نبض میں درج ذیل چھ حقائق کا احساس ہو گا جنہیں ہم نے شرائط نبض قرار دیا ہے ۱- مقام نبض - ۲- مقدار نبض - ۳- حجم نبض - ۴- رفتار نبض ، ۵- قرع نبض - ۶- قوام نبض ،

اب ان کی مختصر تشریح کرنے سے قبل یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ قانون مفرد اعضا نبض کی دو اقسام تسلیم کرتا ہے۔

مثلاً مفرد نبض - مرکب نبض

مفرد نبض کیا ہے

چونکہ فانون مفرد اعضا جسم انسان میں تین حیاتی مفرد عضو دماغ، جگر و ماغ تسلیم کرتا ہے لہذا نبض میں چونکہ دل جگر و ماغ کی حالت کا شاہدہ کیا جاتا ہے اس لئے سر حیاتی مفرد اعضا کو الگ الگ نبض محسوس کی جائے گی



یادداشت قارئین آپ یہ تو جانتے ہی ہیں کہ حیاتی مفرد اعضا جہاں خود بھی کام کرتے ہیں وہاں انہوں نے اپنی سہولت کے لئے ساتھ جسم میں اپنے جیسے اعمال کرنے کے لئے مخصوص کارکن اور خادم رکھے ہوئے ہیں۔ مثلاً۔

دل نے دو قسم کے عضلات (ارادی عضلات و غیر ارادی عضلات) رکھے ہوئے ہیں چونکہ دل خود حرکت میں رہتا ہے، اس لئے دل حرکات کے تمام افعال انہی عضلات سے انجام دلاتا ہے۔ قانون مفرد اعضا میں اسی مناسبت سے قلب کا اظہار لفظ عضلاتی کہہ کر کیا جاتا ہے۔

اسی طرح دماغ نے دو قسم کے اعضا جبر رساں اعصاب اور حکم رساں اعصاب رکھے ہوئے ہیں چونکہ دماغ نے جسم کے ہر حصہ سے آئی ہوئی اطلاعات پر احکامات جاری کرتے ہوئے ہیں اس لئے دماغ ان سے ایک طرف اطلاعات وصول کرتا ہے دوسری طرف حکم رساں اعصاب کے ذریعہ اپنے احکامات پر عملی جامہ پہنانے کے لئے دل کو بھیجتا رہتا ہے۔

قانون مفرد اعضا میں جیب بھی دماغ کے کسی فعل کا اظہار کرنا ہوتا ہے تو لفظ ابلی کہہ کر کیا جاتا ہے۔

بالکل اسی طرح جگر کے بھی دو خادم ہیں جو غد کے نام سے مشہور ہیں۔

انہیں غد دجازبہ اور غد ذائقہ کہتے ہیں چونکہ جگر کا کام باہر سے آئی ہوئی غذا کو اپنے ماتحت غد کے ذریعہ تحلیل کرنا اور فاسل مادہ کو جسم سے خارج کرنا ہے۔

اس لئے جب بھی جگر کے کسی فعل کا اظہار کرنا ہوتا ہے تو اسی مناسبت سے لفظ غدی کہہ کر کیا جاتا ہے۔

نتیجہ بحث ۔۔ مندرجہ بالا بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ جیب ہم بھی دل کے کسی

فعل کا اظہار کرے تو دماغ جب لفظ عضلاتی پیکاریں گے لیکن دماغ کے فعل کی تخصیص کیلئے قانون مفرد اعضا کی بنیاد پر اصطلاحات تحریک تحلیلی تسکین میں سے کسی ایک کو ساتھ بول کر لے گا۔

مثلاً اگر دماغ کے فعل میں تیزی شدت آگئی ہے تو اسے ہم عضلاتی تحریک کہیں گے اگر دماغ پر ضعف کا خلیہ ہوگا تو اسے ہم عضلاتی تحلیل کہہ کر پیکاریں ہی طرح جب قلب کے فعل شستی ہوگی تو عضلاتی تسکین کہیں گے،

دماغ کے کسی فعل کے اظہار کے لئے لفظ اعصاب مخصوص ہے دماغ میں اگر تیزی اور شستی ہوگی تو اس حالت کے اظہار کے لئے اعصاب کے ساتھ تحریک کا لفظ لکھیں گے جو قانون مفرد اعضا میں اعصابی تحریک کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

جب دماغ کے فعل میں ضعف ہوتا ہے تو اسے اعصابی تحلیل کہتے ہیں لیکن اگر دماغ بالکل شست اور کند ہو گیا ہو تو اس حالت کے اظہار کے لئے اعصاب کے ساتھ تسکین کا لفظ لکھنا پڑتا ہے۔

بالکل ہی صورت جسگر کے افعال کے اظہار میں اختیار کیا جاتی ہے۔ مثلاً اگر جسگر کے فعل میں تیزی اور شدت آگئی ہو تو اس حالت کے اظہار کے لئے غدی غریب اگر ضعف ہو تو غدی تحلیل اور اگر شستی ہو تو غدی تسکین لکھنا پڑے گا۔

چونکہ نبض میں بھی دل جسگر دماغ کی حالتیں پرکھی جاتی ہیں اس لئے اگر دماغ کی نبض محسوس ہوگی تو عضلاتی تحریک کی نبض کہلائے گی۔ اگر جسگر کے فعل میں تیزی محسوس ہوگی تو غدی نبض کہلائے گی اسی طرح اگر دماغ کے فعل کا اظہار ہوگا تو وہ اعصابی نبض کہلائے گی۔

ادھر کی سطور پر میں نے مفرد نبض کی تشریح توضیح کی ہے جو افہام تفہیم کی حد تک تو صحیح ہے لیکن چونکہ

مرکب نبض

اس کائنات میں مفرد کوئی شے پائی نہیں جاتی جو کچھ ہمیں نظر آتا ہے وہ مرکب ہی نظر آتا ہے اگر کوئی شے مفرد نظر آتی ہے تو حقیقت میں وہ بھی مرکب ہی ہوتی ہے۔ مثلاً سنڈھ اجوائن، کچلا، فولاد، بے شک مفرد ادویہ میں شمار ہیں لیکن اگر ان کے مزاج کو پرکھا جائے تو وہ بھی دو دو کیفیات سے خالی نہیں ہیں مثلاً سنڈھ کا مزاج گرم تر کچلا کا مزاج خشک گرم، فولاد خشک سرد مزاج کا حامل ہے۔

اسی طرح علامات بھی دو دو کیفیات سے خالی نہیں۔ مثلاً یرقان اصفر کا مزاج غدی عضلاتی گرم خشک، نمونیرہ عضلاتی اعصابی لا خشک سرد، دست اعصابی عضلاتی (تر سرد) بچسپ گرم خشک غدی عضلاتی مزاج میں۔ اگر دیکھا جائے۔

اسی اخلاط میں بلغم تر سرد، صفرا گرم خشک وغیرہ مزاج کی حامل ہیں، جب یہ حقیقت ہے کہ ادویہ انذیہ علامات و امراض وغیرہ کسی مرکب ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ نبض مفرد ہوتی، قارئین یاد رکھیں اس کائنات میں جو کچھ بھی پایا جاتا ہے وہ مرکب ہے اس دنیا میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی ہی مفرد ہو سکتی ہے اس کے علاوہ ہم کسی بھی شے کو پرکھیں وہ مرکب ہی کہلائے گی یا باعث ہوگی۔

نتیجہ بحث ۱۔ مندرجہ بالا سطور کی بحث سے یہ نتیجہ خود بخود سامنے آ رہا ہے کہ نبض مرکب ہی ہو سکتی ہے مفرد نہیں،

مرکب نبضوں کی تعداد صرف چھ

چونکہ دل جس گرد باغ باوجود مفرد اور الگ الگ ہونے کے دوسرے مفرد اعضا کے بغیر کچھ معنی نہیں رکھتے۔ ان کے افعال دوسرے اعضا کے افعال کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں، دوسرے معنوں میں بول سبھ لیس کہ ان کی حیات دوسرے مفرد اعضا کی حیات

سے لازم و ملزوم ہے ان میں سے کوئی بیمار ہو جائے تو دوسرے مفرد اعضا بھی کمزور یا بیمار ہو جاتے ہیں ان میں سے اگر کوئی عضو مر جائے تو دوسرے بھی لازمی تعلق کی وجہ سے مر جائے ہیں لہذا ذہن نشین کر لیں کہ اگر دل میں تحریک و تیزی ہوگی تو یہ جاننا ضروری ہوگا کہ دل کا تعلق اب دماغ کے ساتھ ہے یا جگر کے ساتھ ہے اگر دماغ کے ساتھ ہے تو اس تحریک و تیزی کا نام عضلاتی اعصابی ہوگا۔ اگر تعلق جگر کے ساتھ ہوگا تو اس تحریک کا نام عضلاتی عدی ہوگا۔

اسی طرح اگر جگر میں تحریک و تیزی ہوگی تو طلبیب کے لئے یہ جاننا ضروری ہوگا کہ جگر کا تعلق اب دل کے ساتھ ہے یا دماغ کے ساتھ ہے اگر دل کے ساتھ ہے تو اس حالت اور تحریک کا نام عضلاتی عدی ہوگا۔ اگر دماغ کے ساتھ معلوم ہو تو اس تحریک و تیزی کا نام عضباتی کہا جائے گا۔

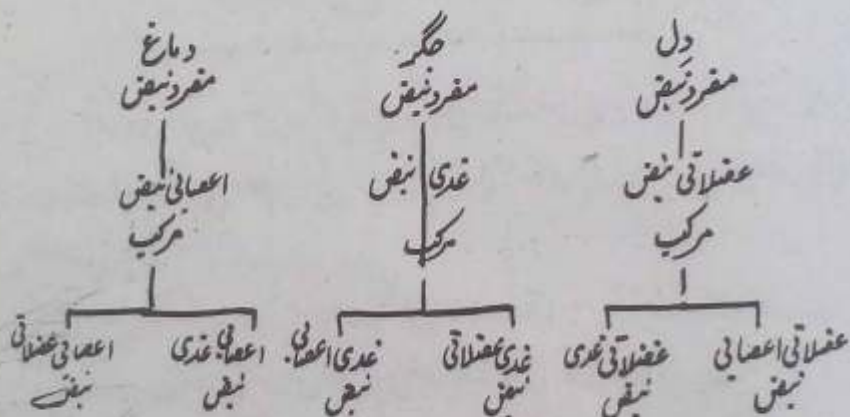
بالکل اسی طرح اگر دماغ میں تحریک ہوگی تو یہ جاننا ضروری ہوگا کہ اب دماغ کا تعلق جگر کے ساتھ یا دل کے ساتھ ہے، اگر جگر کے ساتھ ثابت ہوگا تو اعصابی عدی تحریک ہوگی اگر دل کے ساتھ ہو تو اسے اعصابی عضلاتی تحریک کہیں گے۔
لہذا معلوم ہو کہ اگر مفرز نبضیں تین تین تو مرکب نبضوں کی تعداد دل جگر، دماغ کے ایک دوسرے سے لازمی تعلق کی وجہ سے چھ ہوگی اور کب

قانون مفرد اعضا کا کمال

قانون مفرد اعضا کا کمال یہ ہے کہ اس نے نبضوں کی لاتعداد اقسام کو سمیٹ کر کم سے کم تین اور زیادہ سے زیادہ چھ اقسام میں بند کر دیا ہے اب آئندہ چھ سے زیادہ نبضیں تحقیق نہیں ہو سکیں گی۔

جہاں تک مترددین اطبا کی بتائی ہوئی ۲۵ سے زیادہ نبضوں کا تعلق پورہ بھی ان چھ نبضوں میں ضم کر دی گئیں ہیں جس نبض کو بھی آپ ان میں سے نکالنا چاہیں قانون مفرد اعضا کا ہر نہ صرف یہ تباہے گا کہ یہ کس مفرد عضو کی تحریک کا نتیجہ ہے بلکہ یہ بھی ثابت کر دے گا کہ عضلاتی اعصابی ہے یا عضلاتی غدی ہے یا غدی عضلاتی ہے یا غدی اعصابی ہے۔

مفرد مرکب نبضوں کا خاکہ



مفرد نبض دیکھنے کا طریقہ

اگرچہ نبض کا حکم نبض میں چھ شرائط (حقائق) ۱۔ مقام ۲۔ مقدار ۳۔ حجم ۴۔ رفتار ۵۔ قرع ۶۔ اور قوام دیکھ دیکھو اور پھر کڑھی لگایا جاسکتا ہے جن کی تفصیل آگے درج کر رہا ہوں۔ یہاں صرف مقام نبض کے لحاظ سے مفرد مرکب نبضوں کی تشریح کرتا چاہتا ہوں۔ یاد رکھیں کہ نبض کے ہمیشہ تین مقام ہوتے ہیں۔

مثلاً (۱) چونکہ انتہائی گہری محسوس ہوگی وہ طب یونانی میں

مفرد نبض

مخفوض اور قانون مفرد اعضا میں اعصابی نبض کہلاتی ہے۔

۲۔ جو نبض بالکل اوپر محسوس ہو وہ طب یونانی میں مشرف اور قانون مفرد اعضا میں عضلاتی نبض کہلاتی ہے۔

۳۔ جوان دونوں کے درمیان محسوس ہوگی وہ طب یونانی میں معتدل اور قانون مفرد اعضا میں عدی نبض کہلاتی ہے۔

مرکب نبض دیکھنے کا طریقہ

اگر کسی مریض کی نبض بالکل اوپر ہو لیکن نہ رفتار میں تیز نہ تہ حجم میں پتلی ہو بلکہ مورا سے پھولی ہوئی ہو اور چار انگلی کے نیچے سجوجی محسوس ہوتی ہو وہ نبض عضلاتی اعصابی ہوگی،

اگر یہی نبض ہم انگلی سے زیادہ اور بالکل اوپر اور رفتار میں تیز اور حجم میں قدرے کم اور قدرے صحت محسوس ہو ایسی نبض عضلاتی عدی کہلاتی ہے،

اسی طرح اگر نبض قدرے گہرائی میں تین انگلی کے نیچے معلوم ہو لیکن حجم میں قدرے موٹی البتہ رفتار میں صحت ہو ایسی نبض عدی عضلاتی کہلاتی ہے۔

اگر یہی نبض تین انگلی کے نیچے محسوس ہو لیکن حجم میں پتلی ہو چسکی ہو اور رفتار میں صحت ہو تو ایسی نبض عدی اعصابی کہلاتی ہے۔

علیٰ بذالقیاس جب نبض بہت ہی گہری ہو چکی ہو۔ حجم میں موٹی اور پھولی ہوئی ہو اور نرم محسوس ہو وہ انگلی کے نیچے مشکل سے محسوس ہو ایسی نبض اعصابی عدی کہلاتی ہے، لیکن اگر نبض گہرائی میں ہونے کے باوجود تین انگلی کے نیچے پھولی ہوئی اور اعصابی عدی کی نسبت قدرے تیز محسوس ہو وہ اعصابی عضلاتی نبض کہلاتی ہے۔

نبض کی تشریح

نمبر شمار	نام نبض طب یونانی	تحریکات تازن مفرد اعضا	اغلاط سے تعلق	تشریح
۱	منخفض	اعصابی غدی	بلغم	<p>چونکہ اعصابی نبض سب سے نیچے اور غدی نبض اس کے اوپر ہوتی ہے۔ اس لئے جب اعصاب کی تحریک کا تعلق غد سے ہوتا ہے تو یہ نبض گہرائی میں زیادہ حرکت میں سست اور موٹائی میں نہایت موٹی ہوتی ہے یہ نبض گہری ہونے کی وجہ سے ایک انگلی پر دیا دینے سے محسوس ہوتی ہے۔ اس نبض میں تارور کا رنگ سفید زردی مائل ہوتا ہے۔</p> <p>جب اعصاب و رماخ کا تعلق جگر سے ہٹ کر عضلات سے ہو جائے تو اس وقت نبض تلب کے تعلق کی وجہ سے قدرے اوپر آجاتی ہے اور دو انگلیوں تک محسوس ہوتی ہے لیکن پہلی یعنی اعصابی غدی کی نسبت تیز ہوتی ہے اور موٹائی میں زیادہ عیا محسوس ہوتا ہے۔</p>
	منخفض	اعصابی عضلاتی	بلغم	

<p>نمبر شمار</p>	<p>نام نبض طیب بزاتی</p>	<p>تحریکات قانون مقررہ صفا سے تعلق</p>	<p>اخلاط سے تعلق</p>	<p>جیسے پانی سے بھری ہوئی بومسولی دباؤ سے دب جاتی ہے۔ بعض حالتوں میں نبض اوپر ہوتی ہے۔ اگر اسے ادھر ادھر حرکت دی جائے تو پھیل رسی کی طرح ادھر ادھر ہو سکتی ہے۔ اس میں تاروں کا رنگ سفید ہوتا ہے۔</p>
<p>۲ عضلاتی نبض</p>	<p>مشرف</p>	<p>عضلاتی اعصابی</p>	<p>سودا</p>	<p>جیسا کہ اوپر کے نوٹ میں لکھا جا چکا ہے۔ اگر عضلاتی نبض بالکل اوپر ہوتی ہے جب عضلات کا تعلق اعصاب سے ہوتا ہے۔ تو یہ نبض رفتار میں تیز اور ریاح سے پُر ہوتی ہے۔ اعصابی تعلق کی وجہ سے جسمی طور پر تدریجی طور پر حرکت میں تیز ہوتی ہے یا تھکے ہی میں اظہار تک محسوس ہوتی ہے۔ اس میں تاروں کا رنگ ہلکا سرخ ہوتا ہے۔</p>
<p>مشرف</p>	<p>عضلاتی غدی</p>	<p>سودا</p>	<p>چونکہ یہ خالص عضلاتی نبض ہے۔ اس لئے جب اس کا تعلق اعصاب سے ہٹ کر غدد و جگر سے ہو جاتا ہے تو یہ نبض حرکت میں انتہائی تیز جسمی طور پر تلی اور باریک معلوم ہوتی ہے۔ شریانوں میں سیکڑ کی وجہ سے سخت اور سختی ہوتی ہے۔ ادھر ادھر</p>	

<p>حرکت نہیں کر سکتی۔ ہاتھ رکھنے میں چار انگلیوں سے بھی کراس کرتی ہوتی معلوم ہوتی ہے۔ تارورہ کارنگ سرخ زردی مائل ہوتا ہے۔</p>	<p>اعلاط سے تعلق</p>	<p>تخریقات تانون مفرد اعضا</p>	<p>اہم نبض طب ایرانی</p>	<p>نمبر شمار</p>
<p>جب غدوہ جگر کا تعلق عضلات سے ہو جاتا ہے تو یہ نبض عضلاتی غدی کی نسبت گہرائی میں آنا شروع ہو جاتی ہے۔ ہو کہ اسی نبض میں غدوہ کا تعلق عضلات سے ہوتا ہے اس لئے یہ نبض حرکت میں قدرے تیز ہوتی ہے۔ عضلاتی نبض کی نسبت معمولی سا باورینے سے معلوم ہوتی ہے۔ ہاتھ رکھنے سے چار انگل سے تین تک تک محسوس ہوتی ہے۔ تارورہ کارنگ زرد سرخی مائل ہوتا ہے۔</p>	<p>صرفاً</p>	<p>غدی عضلاتی</p>	<p>معتدل</p>	<p>۳ غدی نبض</p>
<p>اس نبض میں غدوہ کا تعلق عضلات سے ہٹ کر اعصاب سے ہو جاتا ہے۔ یہ خیال غدی نبض ہے۔ اس میں عضلات میں انتہائی تحلیل ہو کر شراب میں بھیس جاتی ہیں۔ اور نبض عضلاتی تنجا کی وجہ سے حرکت میں کست اور موٹی ہے ہے۔ چوٹے سے بالکل درمیان میں یہ ہر انگلیوں کے نیچے محسوس ہوتی ہے۔</p>	<p>صرفاً</p>	<p>غدی اعصابی</p>	<p>معتدل</p>	

شرائط نبض کی اہمیت و ضرورت

اب تک آپ کو نبض کی ماہیت حقیقت اور نبض کا مفرد اعضا اور اخلاط سے تعلق اور نبض دیکھنے کا طریقہ سمجھا گیا ہے لیکن نبض پر بہارت حاصل کرنے کیلئے جب تک آپ ان چھ شرائط کو نبض پر نہ دیکھیں گے اس وقت تک آپ نہ ماہر نباض بن سکتے ہیں نہ یقینی حکم لگا سکتے ہیں لہذا شرائط نبض اور ان کی تشریح جانفز ہے انہیں بار بار پڑھیں اور بار بار مضمون میں دیکھیں جب آپ ان پر عبور حاصل کر لیں گے تو انشاء اللہ نبض کے ذریعہ تشخیص میں کبھی خطا نہیں کھائیں گے۔

طب یونانی کی اجناس نبض کا انضمام

طب یونانی میں نبض کی کس جنس میں مقرر کی گئی ہیں جو ان شرائط کے تحت بخوبی دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس کے علاوہ مخصوص قسم کی نبضیں جو نیپالیس کے قریب ہیں ان چھ شرائط میں ضم کر دی ہیں۔

مثلاً جو نبض عظیم و قصیر ہے وہ طویل اور صغیر کا دوسرا نام ہے یہ قانون مفرد اعضا میں مقدار نبض کے تحت دیکھی جاتی ہیں یعنی عظیم و لمبی نبض عضلاتی نبض اور قصیر و چھوٹی نبض کو اعصابی نبض کہا جاتا ہے۔

اسی طرح نبض رندار نبض کے تحت دیکھی جاتی ہیں بالکل یہی

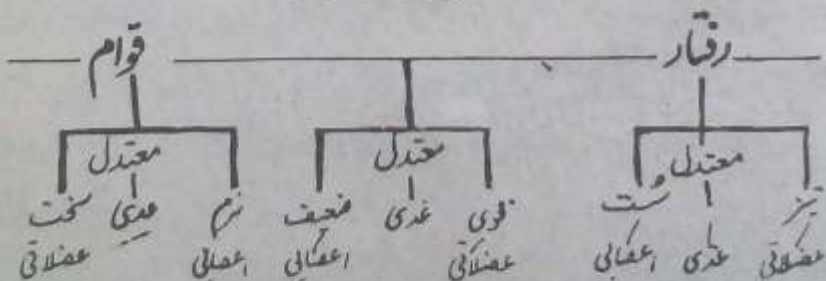
صورت لین اور صلب کی ہے اسے ہم قوام نبض کے تحت دیکھتے ہیں

چھ اہم شرائط جو نبض دیکھتے وقت محسوس کی جاتی ہیں
 مقام — مقدار — حجم — رفتار — قرع — قوام

ظاہری تشریح شرائط نبض



قرع (ٹھوکر)



مندرجہ بالا شرائط کے تحت تاوان مفرد اعضا اور طب یونانی کی تمام نبضیں
 دیکھی اور کرکے جاسکتی ہیں۔

باطنی تشریح مقامات نبض

(۱) مقام نبض

جب بھی کسی رگیں کی نبض دیکھی جاتی ہے یا تو وہ ہاتھ لگاتے ہی ادھر معلوم ہوتی ہے یا کم و بیش دباؤ دینے سے اس کی ٹھوکروں کا احساس ہوتا ہے۔ چنانچہ اس حالت کے نظار کا نام مقام نبض رکھا ہے۔ طب یونانی جو نبض مقام سے دیکھی جاتی ہے۔ اس کا نام مشرف و منخفض اور معتدل ہے۔

مشرف بلند ہے۔ وہ نبض ہے جراثیم لگاتے ہی اوپر معلوم ہو۔
 مشرف بلند ہے۔ یہ قانون مفرد اعضا میں عضلاتی نبض ہے۔
 معتدل وہ نبض ہے جو کافی دباؤ دیتے سے نیچے پڑی
 منخفض پست ہے۔ یہ قانون مفرد
 اعضا میں اعصابی نبض کہلاتی ہے۔

مشرف اور عضلاتی
 معتدل اور ربانی غدی
 منخفض نیچے اعصابی

معتدل وہ نبض ہے۔ جو مشرف اور منخفض کے درمیان معلوم ہو۔ قانون مفرد اعضا میں یہ نبض غدی نبض کہلاتی ہے۔

(۲) مقدار نبض

مقدار سے مراد کسی چیز کی لمبائی چوڑائی اور گہرائی معلوم کرنا ہوتا ہے لیکن یہاں مقدار نبض سے مراد اس کی لمبائی اور چوڑائی معلوم کرنا ہے۔ اونچائی یا گہرائی کا تعلق مقام نبض سے ہے۔ طب یونانی میں لمبائی اور چوڑائی کے تحت جو نبض دیکھی جاتی ہے اس کے یہ نام دیئے گئے ہیں۔

۱. طویل - تصیر معتدل (۲) عریض - ضیق - معتدل -

وہ نبض ہے جس کے اجزاء معتدل شخص کی نسبت لمبائی میں زیادہ
 طویل (۱) عریض - معلوم ہوں - قانون مفرد اعضا میں یہ عضلاتی نبض کہلاتی ہے۔

تصیر چھوٹی ہے۔ نبض طویل کی منشا وہ ہے۔ یہ ایک دو انگلیوں پر بڑی شکل سے محسوس ہوتی

ہے۔ یہ اعصابی نبض کہلاتی ہے۔

طویل نبض

معتدل نبض

تقصیر نبض

متدل۔ یہ نبض طویل اور تقصیر دونوں کے درمیان واقع ہوتی ہے۔ لمبائی میں دو سے تین انگلیوں کے درمیان واقع ہوتی ہے۔ یہ حقوڑا سا دباؤ دینے پر معلوم ہوتی ہے۔

جانچنے کا معیار

چونکہ نبض انگلیوں سے دیکھی جاتی ہے۔ اس لئے طوالت۔ تقصیر اور معتدل کو جانچنے کے لئے انگلیاں ہی معیار مقرر کی گئی ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ نبض دیکھتے ہیں جو چار انگلیاں استعمال کی جاتی ہیں وہی اس مقصد سے سپرد بھی ہیں۔

شذ نبض کی لمبائی ان چار انگلیوں تک یا اس سے بھی گزرتی ہوئی محسوس ہو تو ہم ایسی نبض کو طویل کہیں گے۔ اگر اس کی طوالت دو تین انگلیوں تک ہے۔ تو یہ معتدل کہلائے گی۔ اگر دو سے کم ہو جائے تو یہ تقصیر کہہ دے گی۔

عریض (چوڑی)

وہ نبض ہے۔ جس کی چوڑائی معتدل شخص کی نسبت زیادہ محسوس ہو۔ اعصابی نبض کہلاتی ہے۔

یہ نبض عریض کی کمی کا اظہار کرتی ہے۔ اعصابی عریض ضیق (تنگ) یہ غدی نبض کہلاتی ہے۔ عضلاتی معتدل وہ نبض ہے جو عریض اور ضیق کے درمیان معلوم ہو۔ غدی ضیق یہ عضلاتی نبض کہلاتی ہے۔

یادداشت۔ نبض دو اسباب سے چوڑی ہوا کرتی ہے (۱) رطوبت سے (۲) ہوا سے

اور ضیق نبض و اسباب سے باریک ہوا کرتی ہے۔ (۱۱) خشکی کی سے۔ (۱۲) حرارت کی کمی سے۔

جانچنے کا معیار

نبض پر چاروں انگلیاں اس طرح رکھیں کہ وہ اپنے سروں پر کھڑی ہو جائیں۔ پھر ان کے پوروں کے سروں سے نبض کا احساس کریں۔ کہ نبض کی چوڑائی نصف پورے کی چوڑائی سے زیادہ ہو تو نبض سر نبض ہے۔ اگر نصف پورے تک ہے۔ تو معتدل اور اگر نصف سے کم ہے یا چوتھاں کے برابر ہے تو ضیق ہوگی۔

(۳) حجم نبض

جب کسی مریض کی نبض ہم دیکھتے ہیں۔ یا تڑوہ نبض بہت موٹی محسوس ہوتی ہے یا سینٹ باریک یا ان دونوں کے درمیان۔ ایسی نبض کو قانون مفرد اعضاء میں حجم نبض کہتے ہیں۔

وہ نبض ہے جس کے اجزاء معتدل شخص کی نبض کی موٹائی سے طو نبض زیادہ محسوس ہوتے ہیں۔ یہ نبض رطوبت کی زیادتی کی وجہ سے پھول جاتی ہے۔ اور بہت موٹی معلوم ہوتی ہے یہ اعصابی نبض ہے۔

باریک نبض (پتلی)

وہ نبض ہے جس کے اجزاء معتدل شخص کی نبض کی نسبت کم معلوم ہوں۔ یہ نبض حرارت کے اخراج کا اظہار کرتی ہے۔ قانون مفرد اعضاء میں غدی اعصابی کھلائی

وہ نبض ہے۔ جو موٹی اور باریک معتدل :- کے درمیان محسوس ہو۔ یہ جرات اور رطوبت کے اعتدال کو ظاہر کرتی ہے۔ عضلاتی

غدی (۱۴) قرع نبض

یہ حقیقت ہے کہ جب بھی ہم کسی مریض کی نبض دیکھتے ہیں۔ تو وہ کم و بیش قوت کے ساتھ انگلیوں کے پوروں پر ٹھوکرتی ہے۔ نبض کی ٹھوکروں کی قوت کو حساب کرنا۔ قرع نبض کہلاتا ہے۔ اس کی بھی تین اقسام ہیں ۱۔ قوی ۲۔ ضعیف ۳۔ معتدل قوی :- وہ نبض ہے جو انگلی کے پوروں کے گوشت کو اس زور سے ٹھوک لگائے۔ کہ اس کا اثر پورے کی گہرائی تک پہنچتا محسوس ہو۔ ایسی نبض قوت حیوانی کے قوی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ قانون مفرد اعضاء میں نبض کہلاتی ہے۔

معتدل :- وہ نبض ہے جو قوی اور ضعیف کے درمیان ہو

قوی		عضلاتی
معتدل		غدی
ضعیف		اعصابی

جانچنے کا معیار :- چار انگلیوں کو زہم پر رکھیں۔ پھر ان کو آہستہ آہستہ دبائیں۔ اس کے بعد معلوم کریں کہ انگلیاں نبض کو آسانی سے دبا رہی ہیں۔ یا نبض ان کو سختی کے ساتھ دھکیل رہی ہے۔ یہی قرع نبض ہے۔

(۵) رفتارِ نبض

جب بھی کسی مریض کی نبض دیکھی جاتی ہے۔ تو انگلیوں کو نبض کی چال تیز یا سست معلوم ہوتی ہے۔ قانون مفرد اعضاء میں ایسی نبض کو چال کے تحت پہچانی جائے۔ رفتارِ نبض کہتے ہیں۔ اس کی بھی تین اقسام ہیں ۱۔ سریع (۲) بطلی ۳۔ معتدل سریع۔ وہ نبض ہے۔ جس کی حرکت تھوڑی مدت میں ختم ہو جاتی ہے۔ ایسی رفتار میں تیز ہو یہ نبض کا بانک الیڈگیس (ترشہ) کی زیادتی کا اظہار کرتی ہے۔ اور عضلاتی نبض کہلاتی ہے۔

بطلی (سست) اس کے مخالف ہو یہ اس عضلاتی نبض سے جو سریع وہ نبض ہے۔ جو سریع رفتارِ نبض
 چیزیں کی علامت ہے۔ کہ قلب کو ہوائے سرد غذائی معتدل کی حاجت نہیں۔ اعصابی بطلی
 معتدل یہ جو سریع اور بطلی کے درمیان پائی جائے۔

(۶) قوامِ نبض (شریان کی سختی نرمی)

یہ نبض شریان کی حالت جسم کا اظہار کرتی ہے۔ یعنی اس سے نبض کی سختی اور نرمی کا پتہ چلتا ہے۔ اس کی تین اقسام ہیں۔
 ۱۔ صلب (۲) لین (۳) معتدل -

صلب سخت :- وہ نبض ہے جس کو انگلیوں سے دبانے پر اس میں سختی کا اظہار ہو یہ بدن کی خشکی کا اظہار کرتی ہے۔ تاثران مفرد اعضا میں یہ عضلاتی نبض ہے۔

لین نرم :- وہ نبض ہے جو صلب کے مخالف ہو۔ یہ رطوبت کی زیادتی پر ولایت کرتی ہے۔ اور اعصابی نبض کہلاتی ہے۔

معتدل :- وہ نبض جو سخت صلب اور نرم لین کے درمیان ہو یہ تیز اور رطوبت کے اعتدال کا اظہار کرتی ہے



نبضوں کی بالاعضا تشریح

قارئین آپ نے نبض کو پھر شرائط کے تحت پرکھنے اور دیکھنے کی تشریح و تونٹ پڑھ کر ازبر کر لی ہوگی اور عملی مشاہدہ و تجربات تشریح و شرح کر دیئے ہوں گے ان شاء اللہ تعالیٰ یہ ہے کہ ہمیشہ کامیاب ہوں گے

چونکہ آپ آج تک زیادہ تر طب یونانی کے محققین کی تحقیق کردہ نبضوں کی تشریح تو پڑھتے رہے ہیں اور ان کی ہدایات کے تحت بے شمار نبضوں کا عملی مشاہدہ کیا ہوگا لیکن آپ ان میں جو کئی محسوس کر رہے ہوں گے وہ نبض کی بالا اعضا تشریح ہے جو کسی محقق نے نہ تحریر کی ہے نہ سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

آپ کی سہولت کے لئے چند اور ضروری نبضوں کی تشریح و توضیح قانون مفرد اعضا کے تحت پیش کرنے کی سعی کر رہا ہوں امید ہے یہ تشریح زہرفہ عام اطباء کے لئے مفید ہوگی بلکہ طبی کونسل فارما طب کے تحت چلنے والے طبیہ کالجوں کے طباء و اساتذہ کے لئے رہنما ثابت ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

نبض بطبی

سست نبض، آہستہ بہتہ حرکت کرنے والی نبض۔ یہ ضد ہے تیز یعنی سریع کی۔ قانون مفرد اعضا میں سست نبض کی دو اقسام ہیں۔
۱۔ اعصابی نبض، ۲۔ غدی نبض،

یاد رکھیں تیز نبض صحت عضلاتی اعصابی، اعصابی غدی ہی ہو سکتی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ بطبی نبض

یادداشت

عضلاتی تو ہونے میں سکتی۔ لامحالہ ایسی نبض اعصابی ہوگی یا غدی۔ لہذا جب کسی مریض کی نبض بطبی پائیں گے تو پھر ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ یہ مریض اعصابی متحرک کا ہے یا غدی کا۔

قارئین قانون مفرد اعضا کو تیار کیا گیا ہے کہ جب نبض کلائی کے اوپر بغیر دباؤ کے محسوس ہوگی تو یہ عضلاتی نبض کہلاتے گی اور یہ نبض چار انگلی سے بھی زیادہ ہوگی محسوس ہوگی اگر نبض کلائی کے درمیان معمولی دباؤ دینے سے تین انگلی تک محسوس ہوگی تو یہ نبض غدی کہلاتے گی

البتہ اگر نبض کا ڈیڑھا سے کلائی کی گہرائی تک ۲ انگلی تک محسوس ہو تو یہ نبض اعصابی ہوگی۔

یادداشت

قارئین کی سہولت کے لئے انہیں یہ ہدایت بھی کر دی گئی کہ اگر نبض دیکھنے سے دل مطمئن نہ ہو تو تصدیق کے لئے مریض کا بیان اور صبح کا قارورہ دیکھ لینا چاہئے۔

کیونکہ اعصابی تحریک والے کا قارورہ سفید اور غدی تحریک والے کا قارورہ زرد ہوا کرتا ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ اعصابی تحریک والے کا قارورہ سفید آنے کے ساتھ بغیر کاوٹ کے بار بار زیادہ مقدار میں آیا کرتا ہے اس کے برعکس غدی تحریک والے مریض کوڑا کاوٹ کے ساتھ تھوڑا تھوڑا کئی بار جلن کیسا آیا کرتا ہے یا درکھیں قانون مفرد اعضا میں بطی نبض رفتار نبض کے تحت دیکھی جاتی ہے۔

دودی نبض

گرم نما نبض ، نبض گرمی ، یہ نبض ایسے گرم کی طرح چلتی ہے جس طرح گرم غلاظت میں چلتا ہے۔

یہ نبض بھی رفتار نبض کی قسم سے ہے ایسی نبض بھی اوپر کے طریقے سے تشخیص کی جاسکتی گی۔ اور اس کی تصدیق مریض کے قارورہ اور ظاہری علامات سے کی جاسکتی

گرم نبض وہ نبض جو انگلیوں کو گرم محسوس ہو ایسی نبض غدی تحریک کا ظہار کرتی ہے جو اس حقیقت کی منظر ہے کہ جسم میں

نبض حار

مفرد حرارت، ضرورت سے زیادہ بڑھ رہی ہے۔

اچھے وزن کی نبض وہ نبض جو عمر کے لحاظ سے
ٹھیک ہو مثلاً بچوں کی جو نبض ہوتی ہے۔

نبض حسن الوزن

بچوں جیسی ہی ہو، جوانوں کی جو نبض ہوتی چاہیے وہی ہی ہو، بوڑھوں کی نبض
میں صلابت وغیرہ ہوتی ہے اور بوڑھے مرغین میں وہی ہی پائی جاتی ہے۔

وہ نبض جس کا انقباض اور انبساط مساوی نہ ہو
یعنی نبض عمر کے اعتبار سے صحیح ظاہر نہ ہو

نبض خارج الوزن

یعنی بچے کی نبض جو انوں جیسی جوانوں کی نبض بوڑھوں جیسی اور بوڑھوں کی نبض
بچوں جیسی ہو چکی ہو۔

نبض پر چاندوں انگلیاں رکھیں اور اس کی انقباضی
اور انبساطی صورت کا مطالعہ کریں۔ نبض جب

جانچنے کا معیار

بھیلے تو اس کو حرکت انبساطی کہتے ہیں اور جب سکتے تو اس کو حرکت انقباضی
کہتے ہیں تو ان دونوں کے زمانوں کا فرق اس کا وزن ہے اور سبھی جانتا چاہئے
کہ ہر عمر میں نبض دوسری عمر سے مختلف ہوتی ہے اس لئے ہر عمر کے انقباض اور
انبساط کو ضرور مد نظر رکھیں، بچپن میں انبساط زیادہ ہوتا ہے اور بڑھاپے میں
انقباض بڑھ جاتا ہے اور جوانی میں تقریباً انقباض انبساط ہوتا ہے۔

نبض کے انقباض اور انبساط کو سمجھنے کے لئے ایک
رٹڑ کا ٹکڑا کسی دوسرے آدمی کو پکڑا دیا اور وہ اس

یادداشت

کے دوسرے سرے کو پکڑ کر کھینچے اور لمبا کرے پھر اسکو ڈھیل کر کے اپنی جگہ پر
لے آئے۔ جب وہ بار بار ایسا کرے تو آپ اپنی انگلیوں کو اس رٹڑ پر رکھ کر
پہر رکھ دیں اور اس کو محسوس کرنا شروع کریں کہ اس کے کھینچنے پر انگلیاں

کیسا محسوس کرتی ہیں اور سگڑنے پر کیسا ، بالکل یہی صورت آپ کو محسوس ہوگی یہ اس کا وزن ہوگا۔ یہی صورت آپ نے تندرست بچوں ، جوانوں اور بوڑھوں میں دیکھنی ہے پھر جب بیمار کچے جوان بوڑھے آپ کے پاس آئیں گے تو عمر کے لحاظ سے انہیں نبض وزن درست ہوگا تو ایسی نبض حسن الوزن کہلائے گی اور اگر عمر کے لحاظ سے مختلف ہوگا تو خاصہ الوزن کہلائے گی۔

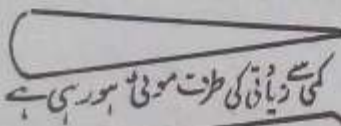
ایسی نبض جس میں نبض کے اندر خواہ بہت کم ہو ایسی نبض دلالت کرتی ہے قامت خون اور روح کو ،

خالی نبض

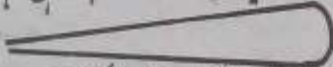
جو ہے کی دم کی طرح چھوٹی مقدار سے شروع ہو کر بڑی مقدار کی طرف جاتی ہے یا بڑی مقدار سے شروع

نبض ذنب الفار

ہو کر چھوٹی مقدار کی طرف آتی ہے ،



کمی زیادتی کی طرف مونی ہو رہی ہے



زیادتی سے کمی کی طرف شریاں کا حجم پتلا ہو رہا ہے

نورط :- یہ نبض یعنی ذنب الفار نبض عضلاتی تحریک کا مظہر ہے جو نبض کمی سے

زیادتی کی طرف بڑھ رہی ہو وہ عضلاتی غدی ہو سکتی ہے ۔

نبض دقیق

وہ نبض جو عرض و عمق میں کم ہو

تسارین یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ رطوبات سے نبض پھول کر موٹی ہو جاتی ہے اسی طرح حرارت سے

یادداشت

نبض پھیل کر حجم میں بڑھ جاتی ہے لیکن ہول سے بھی نبض حجم میں بڑی ہو جاتی ہے ۔ نبض کی یہ تینوں صورتیں ممکن ہیں جن کی تمیز کرنا معالج کا اولین فریضہ ہے ۔

جانچنے کا معیار

جن نبض کو چھوتے ہی ٹھنڈک محسوس ہو اور موٹی ہو وہ نہیں اعصابی غدہ ہوگی جو نبض چھونے سے کھردری اور خشک محسوس ہو وہ عضلاتی اعصابی ہوگی اور جو نبض چھوتے ہی گرم اور نرم محسوس ہو وہ نبض غدی عضلاتی ہوگی ان کا مزید فرق قارورہ دیکھ کر کر سکتے ہیں،

قارئین نبض دقیق یا باریک نبض صرف اور صرف غدی اعصابی ہی ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں جب حرارت ضرورت سے زیادہ خارج ہو رہی ہوتی ہے تو نبض کما پھیلاؤ کم ہو کر دسکو کر، باریک یعنی پتی ہو جاتی ہے

حسب دستور نبض پر چاروں انگلیاں رکھیں، باریک نبض تین انگلی تک بڑی مثل سے محسوس ہوتی ہے اور دھاگے کی طرح پتلی اور باریک محسوس ہوتی ہے تصدیق کے لئے نبض کا قارورہ ضرور دیکھ لیں زرد سفیدی مائل نظر آئے گا۔

نبض ذالقرہ

رک جانے والی نبض، وقفہ کرنے والی نبض، وہ نبض جو چند حرکات کے بعد ٹھہر کر چلے،

قارئین عضلاتی تحریک میں قلب مسلسل تیز رفتار میں چلتا رہتا ہے جسے عرف عام میں بطیب حضرات افضلہ

قلب سبھی کہتے ہیں اس کے برعکس غدی اور اعصابی تحریکوں میں دل خفقان یا سکین کی صورت میں چلتا ہے۔

یادداشت

لہذا ذالقرہ نبضی عضلاتی تو ہو نہیں سکتی چونکہ ذالقرہ نبض آہستہ آہستہ چلنے کے باوجود کچھ دیر کے لئے ٹھہر کر چلا کرتی ہے اس لئے نبض غدی ہوگی یا اعصابی

اگر نبض فرق نہ کر سکیں کہ نبض اعصابی ہے یا غدی تو مریض کا قارونہ ضرور دیکھ لیں ،
جسم کی حالت کا بھی معائنہ کر لیں تاکہ یقینی حکم لگایا جاسکے ۔

ایک اہم نقطہ

قارئین یہاں یہ نقطہ ذہن نشین کر لیں جس طرح برقی موٹر یا تیل سے چلنے والا
اجن زیادہ گرم ہو کر کھڑنے لگتا ہے اور موٹر تو اکثر کھڑ کر حل جایا کرتا ہے جس طرح
موٹر یا اجن زیادہ گرم ہونے کی صورت روک دیتے جاتے ہیں اور چند منٹ بعد
مرد ہونے کے بعد چلائے جاتے ہیں ،

بالکل اسی طرح جب غدی تحریک شدید ہو جاتی ہے تو دل حرارت کی شدت
سے رکنے اور وقفے آئے لگتا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ جسم میں حرارت
دفعاً بہت بڑھ گیا ہے اسے غدی اعصابی یا اعصابی غدی تحریک کر کے خارج
کر دیا جائے تو دل درست ہونے لگتا ہے

حسب دستور نبض دیکھیں ذوالفترۃ نبض دو

تین انگلیوں پر محسوس ہوگی اور قدرے موٹی

جائزے کا معیار

ہوگی پانچ یا چھ بیٹوں کے پور یعنی ٹھہ کر دل کے بعد نبض ایک دم ٹھہرے گی اور
کم زبیرش پانچ سے پھر یا قاعدہ چلنے لگے گی ۔ پانچ سات بار حرکت کرنے کے بعد
پھر وقفہ کرے گی اور یہ سلسلہ اسی طرح جلتا رہے گا



نوٹ:۔ اگر یہ حالت مدت تک قائم رہے تو ایسا مریض خود بھی محسوس کرنے
کرتا ہے جب طیب نبض دیکھ رہا ہوتا ہے تو اکثر فریاد طیب کرتا ہے جس کہ

اب وقف ہوا ہے۔

نبض سریع

تیز نبض، تیز حرکت کرنے والی نبض، یہ نبض ضد ہے نبض لطی کی محققین لکھتے ہیں کہ اس قسم کی نبض شدت حرارت پر دلالت کرتی ہے۔

طبی محققین نے سریع نبض کو شدت حرارت پر دلالت کرنے والی بتایا ہے جو حقیقت کے خلاف ہے۔

یادداشت

قارئین یاد رکھیں حرارت کی شدت ہر حرکتی شے میں تحلیل اور ضعف پیدا کر دیا کرتی ہے جبکہ ریاح اور خشکی شے ہر حرکتی شے میں تیز بلکہ ضرورت سے بھی زیادہ تیز ہو جایا کرتی ہے۔

چونکہ دل بھی ایک حرکتی مشین ہے جب اس پر حرارت کا دباؤ بڑھ جائے تو یہ گھبرا جاتا ہے اور حرکت میں سست ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس میں خفقان قلب کی صورت بھی پیدا ہو جایا کرتی ہے۔

لہذا تند جسم بالا بحث سے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ سریع نبض حرارت پر دلالت نہیں کر سکتی۔ البتہ یہ حقیقت تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ یہ نبض حرکات کی وجہ سے حرارت کی پیدائش ضرور کر رہی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اسی حرارت غریزی کی کمی جسم میں موجود ہے۔

قانون مفرد اعضا میں سریع نبض عضلاتی نبض کہلاتی ہے یہ نبض کلائی کے اوپر و قار میں تیز ہوتی ہے جسم انسان میں قلبی زیادہ خشکی اور تیزابیت ہوتی ہے اتنی نبض تیز اور سریع ہوتی جاتی ہے۔

لہذا جب بھی آپ سریع نبض پائیں تو اسے عضلاتی اعصابی سے عضلاتی غدائی سمجھیں

نبض صغیر

چھوٹی نبض، وہ نبض جو عرض، عمق یعنی لمبائی چوڑائی اور گہرائی میں کم ہو اس کے مقابل نبض عظیم،

نبض صلب

سخت نبض، وہ نبض جو انگلی کے نیچے سخت معلوم ہوتی ہو اور اگر اس کو دبائیں تو مشکل سے دبتی ہے اس قسم کی نبض حرارت کی کمی کا اظہار کرتی ہے اور سردی خشکی کا اظہار کرتی ہے یہ نبض صدمہ، نبض لین کی یعنی اسے سخت نبض بھی کہتے ہیں،

یادداشت

قارئین جس طرح باریک یا دقیق نبض غدی ہو سکتی ہے تو بالکل اسی طرح صلب نبض عضلاتی (عضلاتی غدی) ہو سکتی ہے اور کسی تحریک کی نبض میں صلابت نہیں آ سکتی اور یہ سبھی یاد رکھیں یہ نبض تمام نبضوں میں مریح ہوتی ہے۔

نبض ضعیف

تنگ نبض، اس قسم کی نبض کا عرض طبعی حالت سے کم ہوتا ہے، یعنی زیادہ تنگ ہوتی ہے یہ دراصل دقیق یا باریک نبض کا دوسرا نام ہے، اس قسم کی نبض طوہت کی کمی اور حرارت کے شدید اخراج کا اظہار کرتی ہے۔

قانون مفرد اعضا میں غدی اعصابی نبض کہلاتی ہے۔

نبض طویل

لمبی نبض، وہ نبض جو طبعی حالت سے زیادہ لمبی ہوتی ہے یہ نبض معتدل معتدل شخص کی نسبت لمبائی میں زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ ایسی نبض جس اور حرارت کی زیادتی کا اظہار کرتی ہے۔

اکثر عضلاتی غدی تحریک میں پائی جاتی ہے

قانون مفرد اعضا میں طویل نبض ہی حالص عضلاتی تحریک کا اظہار کرتی ہے۔

یادداشت

طویل نبض لمبی کیوں ہوتی ہے

قارئین آپ شروع سے پڑھتے آئے ہیں کہ قلب کا فراج خشک ہے جب تاجکے فعل میں تیزی ہوتی ہے تو جسم میں خشکی کی زیادتی اور رطوبت و حرارت کی کمی ہو جاتی ہے۔ دوسرے مضمون میں یوں سمجھ لیں کہ عضلات رطوبات کی کمی سے پچکے ہوئے ہوتے ہیں جس سے مرض کا اسلا جسم دبلا پتلا نظر آتا ہے۔ چونکہ کلائی پر سچی باقی جسم کی نسبت سے گوشت کم ہوتا ہے جس سے نبض دبی ہوئی نہ ہونے کی وجہ سے بہت لمبائی میں چار انگلیوں سے بھی زیادہ محسوس ہوا کرتی ہے۔

طویل نبض کی اقسام

قانون مفرد اعضا میں طویل نبض کی

عضلاتی غدی نبض

دو اقسام ہیں۔

۱۔ عضلاتی اعصابی، ۲۔ عضلاتی غدی،

عضلاتی اعصابی نبض

چونکہ عضلاتی اعصابی میں ایسی رطوبت

باقی ہوتی ہے اس لئے یہ عضلاتی غدی نبض کی نسبت قدرے موٹی اور لمبائی میں کم ہوتی ہے۔ اور عضلاتی غدی نبض تمام نبضوں سے لمبی ہوتی ہے۔

چوڑی نبض، موٹی نبض، وہ نبض جو طبعی حالت سے

زیادہ چوڑی، اونٹنی ہوتی ہے یہ نبض قدرے نبض

نبض عریض

ضیق کی، اس قسم کی نبض، غدی عضلاتی، یا اعصابی غدی ہوا کرتی ہے۔
کیونکہ غدی عضلاتی تحریک میں حسارت کے اجتماع سے نبض پھیل کر چوڑی
یعنی موٹی ہو جاتی ہے جبکہ اعصابی غدی تحریک میں رطوبات کے اجتماع سے نبض
پھول کر چوڑی یعنی موٹی ہو جایا کرتی ہے۔

نبض پر چاروں انگلیاں اس طرح رکھیں کہ وہ
اپنے سروں پر کھڑی ہو جائیں اور پھر ان کے پودوں
کے سروں سے نبض کا احساس کریں۔ اگر نبض کی چوڑائی نصف پورے کی چوڑائی سے
زیادہ محسوس ہو تو وہ نبض عریض کہلاتی ہے۔ اگر نصف پورے تک سے تو مقلد
اور اگر نصف سے کم یا تقریباً چوتھائی کے برابر ہو تو یہ نبض ضیق کہلاتی ہے۔

جانبیخی کا معیار

تفریق غدی عضلاتی و اعصابی غدی نبض

فارین غدی عضلاتی نبض ذرا سا دباؤ دینے سے تین انگلیوں کے
تیچے بخوبی محسوس ہوتی ہے ایسے مریض کا قارورہ زرد سرخی مائل ہوتا ہے جو دوہری
نبضوں میں نہیں پایا جاتا۔

اگر نبض زیادہ دباؤ دینے سے نصف پورے تک دو تین انگلیوں تک محسوس
ہو اور ایسے مریض کا قارورہ سفید زردی مائل ہو تو ایسی نبض اعصابی غدی ہوا کرتی ہے

نبض عظیم

یہ نبض دراصل نبض طویل کا دوسرا نام ہے لہذا طویل نبض کی تشریح ملاحظہ کریں

البتہ یہ نبض اقطار ثلاثہ یعنی طول عرض عمق (لمبائی چوڑائی، گہرائی) میں زیادہ ہوا کرتی ہے یہ نبض مقدار نبض کے تحت دیکھی جاتی ہے۔

نبض قوی

زور دار نبض، وہ نبض جو انگلیوں کے پورے کو اس زور سے ٹھوکر لگائے کہ اس کا اثر پورے کی گہرائی تک پہنچتا محسوس ہو ایسی نبض قوت حیوانی کے قوی ہونے پر دلالت کرتی ہے،

قانون مفرد اعضا ایسی قوت و طاقت کو قوت حیوانی قرار دیتا ہے۔
جس وحسرات کرانے کا فعل انجام دیتی ہے اس کا مرکز خود دل ہے۔
دل ہی قوت حیوانی (حرکت کرانے والی قوت) کا مرکز تسلیم کیا جاتا ہے، تو نبض عضلاتی ہوا کرتی ہے جس میں خشکی کی زیادتی کے ساتھ حرارت بھی پائی جاتی ہے۔
یہ نبض قریح نبض کے تحت دیکھی جاتی ہے۔

چاروں انگلیاں نبض پر رکھیں پھر ان کو آہستہ آہستہ دبائیں اس کے بعد معلوم کریں کہ انگلیاں

دیکھنے کا معیار

نبض کو آسانی سے دیا جاتی ہیں، یا نبض ان کو سختی سے دھکیل رہی ہے۔ یہاں یہ بھی پھر سمجھ لیں کہ نبض قریح سے مراد قوت حیوانی کا جانچنا ہے۔

نبض لین

نرم نبض، اس قسم کی نبض انگلی کے نیچے نرم اور پولی محسوس ہوتی ہے اور بانے سے آسانی سے دب جاتی ہے۔

یادداشت

قارئین پہلے بھی کئی بار بتا چکا ہوں کہ کسی شے میں نرمی رطوبت اور حرارت سے ہی ہو سکتی ہے، لہذا لین نیض اعصابی ہوگی یا غدی، جب بھی کسی مریض کی نیض نرم ڈھیلی رسی کی طرح پائیں تو اسے اعصابی غدی یا غدی عضلاتی سمجھیں، البتہ مقام اور قارورہ کے فرق سے فوراً تمیز نہ ہو جائے گی، یعنی اگر قارورہ سفید ہوگا تو نیض اعصابی غدی ہوگی اگر قارورہ زرد ہوگا تو نیض غدی عضلاتی ہوگی، نوع ط ۱۰۰ ایسی نیض تو ام نیض کے تحت دیکھی جاتی ہے۔

نبض متفاوت

دفعہ دار نبض، ٹھہرنے والی نبض وہ نبض جو زیادہ سکون کرتی ہے وہ بعض جو بہت ہی آسنا آسنا سی ہو۔

قارئین پچھلے صفحات میں فترہ نبض کی تشریح پڑھ رہے ہیں، جو باقاعدہ چلتے چلتے چھ ساٹھ ٹھوکروں

یادداشت

کے بعد ٹھہر کر باوقفہ کر کے پھر پہلی چال چلنے لگتی ہے،

لیکن نبض متفاوت وہ نبض ہے جس کی رفتار ہی بہت سُست ہوتی ہے۔ میں نے ایسے شخص بھی دیکھے ہیں جن کی نبض ایک منٹ میں صرف ۲۵ دفعہ ٹھوکر مارتی تھی، ڈاکٹر حضرات ایسے شخص کی مرض کو ہارٹ بلاک کا نام دیتے ہیں ایسی نبض شدید ضعیف قلب یا سکین قلب کا اظہار کرتی ہے۔

مسل چلنے والی نبض، وہ نبض جس کی حرکات میں باقاعدگی اور تسلسل پایا جائے یعنی اس میں

نبض متواتر

ٹھہراؤ کا زمانہ کم ہوتا ہے،

تحقیقین لکھتے ہیں کہ اس قسم کی نبض بتاتی ہے کہ جسم میں ضعف قوت حیوانی ہو گیا ہے چلے اس کا سبب حرارت ہو یا سردت،

قارئین ضعف قوت حیوانی اس وقت ہو کرتا ہے،

جب جسگر کی تیزی سے حرارت بڑھ کر دل میں تسکین کر دیے پیدا کرے یا دماغ اعصابی تیزی سے رطوبات بڑھ کر دل میں تسکین کر دیے یاد رکھیں ان دونوں صورتوں میں نبض کا تسلسل و توازن نہیں رہتا۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ قوت حیوانی اور روح حیوانی دل کو باقاعدگی سے مل رہی ہے جس وجہ سے اس کی حرکات میں تسلسل و توازن قائم ہے۔

پھر ذہن نشین کر لیں کہ نبض تو اتز عضلاتی غدی نبض کا نام ہے جو تباہی ہے کہ قوت حیوانی اور روح حیوانی پوری مقدار میں مل رہی ہے البتہ اس کے مقابلہ میں قوت نفسانی کم ہو رہی ہے اور دوسری طرف قوت طبعی میں کمی واقع ہو چکی ہے۔

یہ نبض متواتر کے برعکس ہے یعنی اس میں باقاعدگی نہیں رہی یہ نبض غدی یا اعصابی ہو سکتی ہے، دی گئی ہدایات کے تحت قاردرہ و نبض دیکھ کر فیصلہ کریں۔

بلند نبض، اجہری ہوئی نبض، وہ نبض جو کلائی پر بغیر دباؤ پوری طرح محسوس ہو، قانون مغز اعضا میں یہ نبض عضلاتی

تحریک کا اظہار کرتی ہے اس نبض سے عضلاتی اعصابی یا عضلاتی تحریک کا کم بیش تہہ چل جاتا ہے۔ مثلاً احتلام، ریاح معدہ، تیزابیت، بواسیر، خونی و بادی، ٹی بی و تپدن، وجع المفاصل، خصوصاً تھمر مفاصل وغیرہ وغیرہ علامات تشخیص کی جاتی ہیں یہ نبض مقام نبض کے تحت دیکھی جاتی ہے

جانچنے کا طریقہ

چاروں انگلیاں نبض کے مقام پر آستہ سے رکھیں کہ انگلیوں پر نبض کا دباؤ نہ پڑے اگر انگلیوں کے ساتھ

ہی نبض کا احساس ہو تو ایسی نبض مشرت ہوگی جسے قانون منفرعاً میں عضلاتی نبض کہا جاتا ہے۔

اگر نبض کا احساس نہ ہو تو پھر کلائی پر یہاں تک دباؤ ڈالا جائے کہ نبض کا احساس ہونے لگے اگر یہ احساس کلائی کی ہڈی کے پاس آجیس میں جا کر ہو تو یہ نبض اعصابی (منخفض) ہوگی اور اگر مشرت اور منخفض کے درمیان محسوس ہو تو وہ نبض عدی (معتدل) ہوگی

لفظ معتدل کی تشریح

قارئین آپ سچھے صفحات میں کئی بار پڑھ چکے ہیں کہ شرائط نبض میں کئی بار لفظ معتدل استعمال کیا گیا ہے اسی طرح جب ایک مفرد نبض کی تشریح بیان کی گئی ہے تو ساتھ ہی اس کے برعکس نبضیں بیان کی گئی ہیں ہر نبض کے ساتھ معتدل کا لفظ لازمی استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً طویل نبض کے ساتھ قصیر نبض اور معتدل نبض بتائی گئی ہے اسی طرح سرفیض کے ساتھ ضعیف اور معتدل نبض بیان کی گئی ہے بالکل اسی طرح مشرت نبض کے ساتھ منخفض اور معتدل نبض بیان کی گئی ہے

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

قارئین چونکہ لفظ معتدل سے مراد اعتدال میں ہونا، کمی بیشی نہ ہونا، درمیانی حالت میں ہونا، درست حالت میں ہونا وغیرہ ہے جس قاری کو مغالطہ لگ سکتا ہے

کہ معتدل نبض کی ہر قسم صحت و مند رستی کی نبض ہوگی لیکن حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ اس مراد بیماری کی وہ حالت ہے جو جسگر و غدد کے انفعال کی کمی و ریشمی کا اظہار کرتی ہے جو نبض کے ذریعہ معلوم کئے جاتے ہیں۔

مختلف نون مفرد اعضا میں جب بھی نبض دیکھی جاتی ہے تو اس کا تعین دوسری نبضوں کے مقابلہ میں کیا جاتا ہے جبکہ اگر اوپر بیان کر آیا ہوں ان میں جب تمیز کی جاتی ہے تو وہ نبضوں کے مخصوص نام دیئے جاتے ہیں لیکن غدی نبض کے اظہار کے لئے لفظ معتدل کہہ کر بیان کر دیا جاتا ہے جس سے مراد صرف اور صرف غدی تحریک ہی ہے جو جسگر و غدد کے بیمار ہونے کی نشان دہی کرتی ہے۔

نبض مطرتی

ہتھوڑا نبض، وہ نبض جو ہتھوڑے کی طرح انگلی پر دربار ٹھوکر لگاتی ہے، یعنی جس طرح ہتھوڑا ایک بار آہرن پر ٹھوکر لگا کر دوبارہ خود بخود اوپر اٹھ کر ایک اور ٹھوکر لگاتا ہے۔

چونکہ اس نبض میں ٹھوکر لگانے کی قوت زیادہ ہو چکی ہوتی ہے اس لئے یہ نبض قوت حیوانی اور عضلاتی غدی حالت کا اظہار کرتی ہے۔ قانون مفرد اعضا میں اسے عضلاتی غدی نبض کہتے ہیں اور یہ نبض قرع نبض کے تحت دیکھی جاتی ہے

بھری نبض پر نبض

اور یہ نبض ضد ہے خالی نبض کی۔

نبض ممتلی

قارئین متقدمین اطباء کی تحقیق یہ ہے کہ نبض ممتلی زیادتی روح اور زیادتی خون کا اظہار کرتی ہے لیکن اس میں

یادداشت

تخصیص نہیں کیلگی ہے کہ ارواح ثلاثہ (روح حیوانی، روح طبعی، روح نفسانی) میں سے کونسی روح خون میں ہو جاتی ہے تاکہ اس کے متعلق مقررہ عضو میں تحریک تسلیم کر کے علاج تجویز کیا جاسے۔

(البتہ) قانون مفرد اعضا اس نبض کو اعصابی غدی نبض قرار دیتا ہے کیونکہ اعصابی غدی حالت میں رطوبات بڑھ کر خون میں زیادہ ہو جاتی ہیں جس کا اظہار نبض پھولے اور موٹا ہونے سے ہوتا ہے۔
قانون مفرد اعضا میں یہ نبض حجم نبض کے تحت دیکھی جاتی ہے۔

نبض منتخض

گہری نبض، دبی ہوئی نبض، اپست نبض،

قارئین قانون مفرد اعضا نے نبض کے تین مقام مقرر کئے ہیں

یادداشت (۱) وہ نبض جو کلائی پر نیچے دباؤ بالکل اور محسوس ہو، عضلاتی

نبض ہوتی ہے۔ (۲) وہ نبض جو کلائی پر ذرا سا دباؤ دینے سے محسوس ہو غدی نبض

ہوتی ہے۔ (۳) وہ نبض جو کلائی پر کافی دباؤ سے گہرائی میں مشکل سے محسوس ہوتی ہے

اعصابی نبض کہلاتی ہے۔

چونکہ منتخض نبض گہری اور دبی ہوئی ہوتی ہے اس لئے اسے قانون مفرد

اعضا میں اعصابی نبض کہتے ہیں اسے قانون مفرد اعضا میں مقام نبض کے تحت

دیکھتے ہیں یہ نبض مشرف کے برعکس ہے۔

منتخض نبض اعصابی درد، ہفید تے، ہلاست، محرقہ، اسپہالی اور بے ہوشی

وغیرہ تکالیف کا اظہار کرتی ہے۔

نبض موجی

موج پانی لہر کا نام ہے۔ جیسے پانی میں کوئی سخت چیز پھینکنے سے لہریں پیدا ہوتی ہیں۔ یہی نبض ہے جس میں شریانوں کے اجزاء باوجود پر ہونے کے مختلف ہونے میں کہیں سے عظیم کہیں سے صغیر کہیں سے بلند اور کہیں سے پست کہیں سے چوڑی کہیں سے تنگ، گویا اس میں موج لہر پیدا ہو رہی ہیں جو ایک دوسری کے پیچھے آ رہی ہیں۔ اسی نبض رطوبت کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے جو اعصابی تحریک کا نتیجہ ہے۔

نوٹ:۔ بعض دفعہ یہ حالت حرارت کی زیادتی اور کثرت تحلیل سے سبھی ہو جایا کرتی ہے لہذا آنکھیں بند کر کے اعصابی تحریک کا حکم نہ لگادیں بلکہ مریض کے قاردرہ کے رنگ سے فرق واضح کر کے حکم لگائیں پھر غلطی کا امکان نہ رہے گا۔

کاپنے والی نبض یہ وہ نبض ہے جس میں رعشہ کی کیفیت محسوس ہوتی ہے یہ نبض روح حیوانی

نبض مرعش

کی شدت و کثرت کا اظہار کرتی ہے عضلاتی تحریک کے مریضوں میں اکثر دیکھنے میں آتی ہے۔

غزالی نبض

وہ نبض ہے جو انگلی کے پوروں کو ایک ٹھوک لگانے کے بعد دوسری ٹھوک لگائی کہ اس کا ٹوٹنا اور سکون کرنا محسوس نہ ہو۔ چونکہ غزال کا معنی ہرن کا ہے اس لیے اس نبض کی رفتار چونکہ ہرن

کے سچ کی چال جیسی محسوس ہوتی ہے اس لئے اسے غزالی نبض کہتے ہیں۔
قانون مفرد اعضا میں یہ نبض عضلاتی تعدی تحریک کا اظہار کرتی ہے جس سے حرکات
کی کثرت، کاربن و ریاح کی شدت اور آکسیجن کی کمی کا اظہار ہوتا ہے۔

قارئین اب تک نبض کی حقیقتاہمیت ضرورت اور ماہمیت بیان کرنے
کے ساتھ ساتھ قانون مفرد اعضا کے تحت نبض کا عملی نمونہ و شاہدہ پیش
کیا گیا ہے۔ اس کے بعد مستند مین اطباء کی بیان کردہ نبضوں کی قانون مفرد اعضا کے
تحت تشریح اور دیکھنے کے قوانین اور اصول بیان کر چکا ہوں،

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ حالات و واقعات بیان کئے جائیں جن میں سے
انسان گذر کر ادھر عمر تک پہنچتا ہے اور ان حالات و واقعات کا اثر نبض پر کیا پڑتا
ہے ان کے دوران نبض میں جو تغیرات رونما ہوتے ہیں ان کی نشاندہی نبض سے
کس طرح ہوتی ہے۔

(۱) مثلاً نفسانی جذبات میں سے کسی ایک جذبہ کا مستقل قائم ہو جانا۔

(۲) کیفیات میں سے کسی ایک کیفیت کا جسم و خون میں بڑھ جانا۔

(۳) اخلاط میں سے کسی ایک خلط کا جسم و خون میں ضرورت سے زیادہ جمع
ہو جانا۔

(۴) بچپن کے نبض پر اثرات۔

(۵) جوانی کے نبض پر اثرات۔

(۶) دبلا پن کے نبض پر اثرات۔

(۷) چھریہ پن رنہ موٹا نہ پتلا کے اثرات۔

(۸) موٹا پنے کے نبض پر اثرات۔

(۹) اسباب ستہ ضروریہ کے نبض پر اثرات۔

(۹) حمل کے دوران نبض کے حالات

(۱۱) تحریک کے نبض پر اثرات -

(۱۲) سوزش کے نبض پر اثرات -

(۱۳) درم کے نبض پر اثرات ،

نفسیاتی جذبات

قارئین یہ حقیقت بن نشین کر لیں کہ قادر مطلق نے جہاں دل جگر دماغ بناے ہیں وہاں انہیں اپنی خواہشات ، ضروریات اور تکالیف وغیرہ کے اظہار کے لئے دو دو جذبے بھی ودیعت کئے ہیں۔ جنہیں طبی اصطلاح میں نفسیاتی جذبات کہتے ہیں مثلاً لذت و مسرت دل کے دو جذبے ہیں۔ اور غصہ و غم جگر کے دو جذبے ہیں۔ بالکل اسی طرح دماغ کے لئے ندامت و خوف کے دو جذبات ودیعت کئے ہیں ،

نفسیاتی جذبات کے اثرات

- (۱) لذت کی حالت میں نفس آہستہ آہستہ کبھی اندر کبھی باہر جاتا ہے۔
- (۲) خوشی و مسرت کی حالت میں نفس ورودح کا رجوع رفتہ رفتہ باہر کی طرف ہوتا ہے۔
- (۳) غصہ کی حالت میں جذبے کا اظہار باہر کی طرف یک بارگی ہوتا ہے۔
- (۴) غم کی صورت میں کسی جذبے کا رجوع رفتہ رفتہ اندر کی طرف ہوتا ہے۔
- (۵) شرمندگی کی حالت میں نفس یکبارگی کبھی اندر کبھی باہر جاتا ہے۔
- (۶) خوف کی حالت میں جذبے کا رجوع یکبارگی اندر کی طرف ہوتا ہے۔

ہر جذبے کی حقیقت اور اس کا اثر دل و نبض پر

قارئین یہ حقیقت ہے کہ سوائے ذات الہی کے ہر شے مرکب ہے۔ لہذا کوئی جذبہ بھی مفرد نہیں ہو سکتا بلکہ ہر جذبہ دو دو نفسیاتی جذبوں سے مرکب ہے مثلاً شرمندگی خوف اور غصے سے مرکب ہے اس لئے خوف کی حالت میں نفس بیکارگی اندر کی طرف رجوع کرتا ہے اور غصے میں بیکارگی باہر کی طرف یعنی اس شخص کو جسے شرمندگی ہوتی ہے بیک وقت خوف کے ساتھ غصہ بھی آتا رہتا ہے یہ غصہ دراصل خوف کے جذبے کو ددر کرنے کی جدوجہد ہوتی ہے یا رد عمل ہوتا ہے۔

اگر ایسی حالت میں مریض کے دل اور نبض کی حالت دیکھی جائے تو نبض میں بحیدہ مدوجندر محسوس ہوں گے اس وقت کبھی نبض یکدم غائب ہوتی محسوس ہوگی جیسا کہ منخفض نبض کا احساس ہو رہا ہے اس وقت جسم کا رنگ بھی پھیکا پٹریا ہوگا لیکن تھوڑی دیر بعد نبض یکدم ابھرے گی اور تین انگلی تک محسوس ہونے لگے گی۔ اور اس میں کسی قدر قوت بھی پائے جائے گی جیسا کہ قوی نبض میں دیکھنے میں آتا ہے اس وقت جسم کا رنگ قدرے سرخ زردی مائل ہوگا۔

اسی طرح لذت بھی مسرت اور نعم سے مرکب ہے

یعنی اگر اس دنیا میں خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کی بارشوں ہو رہی ہے تو ایسا انسان ان سے خوب لطف اندوز ہوتا ہے لیکن اگر سبب یا ناراضگی قادر مطلق تعین اس انسان سے چھین جائیں تو وہ ان کے نعم سے نڈھال ہو جاتا ہے۔ ان نعمتوں کا حصول یکدم بھی ہو سکتا ہے آہستہ آہستہ بھی اگر یہ نعمتیں کسی انسان کو

اچانک ملیں تو اس کا دل خوشی سے یکدم تیز ہو جاتا ہے اس وقت نبض عضلاتی ہو جاتی ہے۔

لیکن اگر یہ نعمتیں یا ان میں سے چند جیتیں اس انسان کے ہاتھ سے نکل جائیں جیسا کہ عام مقدمات میں ہوا کرتا ہے تو ایسے وقت اس شخص کے نبض دیکھی جائے تو یکدم بٹھو جائے گی اور صرف دو انگلی پر بڑی مشکل سے محسوس ہوگی اس کا چہرہ بڑبڑدہ زرد سفید مائل ہوگا قانون مفرد اعضا میں ایسی نبض قدما اعضا کی کہلاتی ہے۔

ان جذبات کی حقیقت یہ ہے کہ خوشی اور غصہ کی حالت میں قلب پر ایسا اثر پڑتا ہے جس سے اس کی حرکت تیز ہو جاتی ہے اور خون زیادہ مقدار میں شریانوں کی طرف روانہ ہوتا ہے اور تمام اعضا میں زیادہ پہنچتا ہے اس بیرونی اعضا میں خون کی گرمی اور جوش معلوم ہوتا ہے اور نبض بھی مشرف ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس خوف اور غم کی حالت میں قلب پر ایسا اثر پڑتا ہے کہ اس کی حرکت سست ہو جاتی ہے اور خون وروح بیرونی جسم کی طرف مقدار میں کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اسی وجہ سے تمام اعضا میں کم پہنچتا ہے جس سے جسم ٹھنڈا اور سست ہو جاتا ہے ایسی حالت میں نبض بھی منقوض و سبت ہو جاتی ہے۔ اور جسم کارنگ بے رونق پھیکا ہو جاتا ہے۔

کیا جذبات نفسانی حرکت و سکون کرتے ہیں

اس سوال کا استاد صاحب ملتانی^۲ یوں جواب دیتے ہیں
در اصل نفس کی حرکت و سکون نہیں کیونکہ نفس اپنا مقام نہیں بدلتا۔ ایسا مجازاً

کہا جاتا ہے البتہ نفس کے انفعالات اور تاثرات خون اور روح میں ضرور حرکت پیدا کرتے ہیں یا بالفاظ دیگر انفعالات و تاثرات دراصل باعث حرکت ہیں ان کا عدم باعث سکون روح و خون ہے یہ حرکت و سکون بدن کیلئے ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ حرکت و سکون بدنی،

یاں رکھیں حرکات کا دار مدار خواہشات و جذبات نفسانیہ پر بھی ہے۔ مثلاً شوق کے وقت طلب کی حرکت، نفرت کے وقت فرار کی صورت، غصے کی وقت مقابلے کی حالت اور خوف کے وقت چہرے کا سفید ہو جانا، اور لذت مسرت اور خوشی سے چہرے کا بارونق ہو جانا یہ سب کچھ روح اور خون کے زیر اثر ہے۔ اس کے برعکس نفسانی سکون کی ضرورت اس لئے ہے کہ اس سے روح اور خون کو نسبتاً آرام محسوس ہوتا کہ وہ زیادہ تحلیل نہ ہو جائے۔

یاد رکھیں کہ نفس جب کسی مناسب یا مخالف شے کا احساس ادا کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مناسب کو حاصل کرنا چاہتا ہے اور مخالف سے بچنا چاہتا ہے تو اس وقت اپنی نفسانی قوتوں کو حرکت میں لاتا ہے۔

یاد رکھیں یہ نفسانی قوتیں روح کے تابع ہیں جن کا حامل خون ہے گو یا روح خون کی حرکت کے بغیر اور خون نفسانی قوتوں کے بغیر عمل نہیں کر سکتا۔ اسی عملی کام کا نام حرکت و سکون ہے۔

نفسانی جذباتی تقسیم بالاعضاء

نفسانی جذبات کو سمجھانے کیلئے ہم نے ان کو اعضاء کے ذریعہ کے مطابق تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور ہر عضو کے لئے دو جذبے مخصوص کر دیے۔

ہیں ان دو جذبوں میں ایک اس عضو میں انبساط پیدا کرتا ہے اور دوسرا انقباض
(۱) دل پر نعم سے انبساط (تحلیل) پیدا ہوتا ہے اور مسرت سے انقباض (تحریک)
(۲) دماغ میں لذت سے انبساط (تحلیل) پیدا ہوتا ہے اور خوف سے انقباض
(تحریک)

(۳) جگر میں ندامت سے انبساط (تحلیل) پیدا ہوتا ہے اور خوف سے انقباض
(تحریک)

لیکن یہ جانتا بھی انتہائی ضروری ہے کہ جب دل جگر دماغ کسی ایک میں
تحریک ہوگی تو باقی دو اعضا میں بھی کوئی نہ کوئی حالت پائی جائے گی۔
مثلاً اگر اعصاب میں تحریک ہوگی تو یہ ضروری بات ہے کہ جگر میں انبساط (تحلیل)
اند دل میں سکون و مرہمی پائی جائے گی۔ گویا یہ کسی جذبے کے تحت کسی عضو
کامیلاً ادا ہوتا ہے تو باقی اعضا کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔

قارئین قانون مفرد اعضا نے جہاں نفس جذبیات کا
تعلق بالاعضا بتا دیا ہے وہاں ہمیں ایک طرف جن مفرد
اعضا میں تحریک ہوتی ہے وہ بھی بیان کر دی ہے دوسری طرف نبض کی حالتوں
کو بھی بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

یادداشت

جذبات کی تقسیم بلحاظ اعضا تحریک اور نبض

عضورئیس	جذبہ	تحریک	نبض
دل	لذت	عضلاتی اعصابی	مشرف بطبی
	مسرت	عضلاتی غدی	مشرف قوی

معتدل مائل مشرق	غدی اعصابی	غم	جگر
معتدل مائل منخفض	غدی عضلاتی	غصہ	
منخفض خفیف	اعصابی غدی	ندامت	دماغ
منخفض شدید	اعصابی عضلاتی	خوف	

کیفیات کے نبض پر اثرات

چونکہ کیفیات سبھی اس کائنات میں مفرد حالت میں نہیں پائی جاتیں بلکہ ہمیشہ مرکب صورت میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً گرمی خشکی، گرمی تری، گرمی تیزی سردی سردی خشکی، خشکی گرمی، گرمی خشکی وغیرہ۔

چونکہ ان مفرد اعضا نے کیفیات کو سبھی مفرد اعضا میں ثابت کیا ہے جو جو کیفیات مفرد عضو میں پائی جاتی ہیں وہی ان کے مزاج مقرر کیا گیا ہے۔

مثلاً خشکی سردی، خشکی گرمی دو کیفیات ہیں۔ خشکی سردی کیفیات سے ارادی عضلات وجود میں آتے ہیں یعنی ان سے بنے ہیں۔ اور خشکی گرمی سے غیر ارادی عضلات بنے ہیں جب ان کے مزاج کی کیفیات جسم میں بڑھتی ہیں ان مفرد اعضا میں تحریک و تیزی آجایا کرتی ہے۔

چونکہ خشکی سردی ارادی عضلات میں پائی جاتی ہیں لہذا جب ارادی عضلات کا فعل ضرورت سے زیادہ تیز ہوگا تو نبض اعصابی عضلاتی بن جائے گی اور اس میں تدریجاً صلابت ہوگی۔

اس کے برعکس جب خشکی گرمی بڑھے گی تو غیر ارادی عضلات کا فعل تیز ہو جائے گا جس سے نبض عضلاتی غدی ہو جائے گی اور نبض کی رفتار ۸۰

سے ۱۰۰ تک ہو جائے گی۔

جب گرمی خشکی جسم میں بڑھنے لگے گی تو جسم کے غدود جاذبہ ضرورت سے زیادہ تیز ہو جائیں گے ہر قسم کی رطوبت کا اخراج ہوگا نبض قدرے گہری پھیلی ہوئی تیز محسوس ہوگی مریض گرمی کی شکایت کرے گا جسم کا رنگ زردی مائل ہوگا شدت کی صورت میں تہوج اماں بھی ہوگا میرقان بھی ہو سکتا ہے اور نبض غدی عضلاتی ہوگی۔

اس کے برعکس جب گرمی تری بڑھنے لگے گی تو غدود ناقلہ کا فعل بڑھ جائے گا ہر قسم کی رطوبت کا اخراج بڑھ جائے گا پچھس پاخانہ بے قاعدہ جلن قارورہ حین باحمہ پاؤں وغیرہ۔ تکلیف بڑھ جائے گی اماں وغیرہ کم ہونا شروع ہو جائیں گے شدت کی حالت جسم دبلا تپلا ہو جائے گا۔ گوشت ٹکا جائے گا اور اس میں جھریاں پڑ رہی ہوں گی حبلہ خصوصاً پیٹ کی جلد پتی ہو جائے گی ان حالات میں نبض غدی اعصابی ہوا کرتی ہے۔ بالکل اسی طرح اگر تری گرمی بڑھ جائے تو بندہ ہیضہ، بلد شوگر ناقابل برداشت موٹاپا درد سر، بلغمی، پیشاب کارنگ سفید زردی مائل ہوگا اس وقت ایسے شخص کی نبض اعصابی غدی ہوگی جسے عرف عام میں منخفص نبض کہتے ہیں۔

البتہ جب تری سردی کی کیفیات ضرورت سے زیادہ بڑھتی شروع ہوگا تو جسم میں بلغم میں و رطوبات کا اخراج بڑھ جائے گا حسی سے کثرت بول یا بیٹھن شکر یا بول شکر یعنی میٹھا پیشاب، آنے لگتا ہے دست تے حتی کہ ہیضہ بھی اپنی کیفیات سے ہوگا۔ بلغمی رطوبات کی کثرت سے دماغ ممکن ہے ایسی حالت میں اگر مریض کی نبض دیکھی جائے گی تو اعصابی عضلاتی ہوگی جسے عرف عام میں منخفص بہ شرف کہتے ہیں۔

یادداشت

قارئین مند جسہ بالا کیفیات کے تحت نبض کی تشریح اس لئے کی گئی ہے کیونکہ یہ اس کا نوات میں نلی مبارک

خصوصاً سورج کے دور نزدیک ہونے سے وجود میں آیا کرتی ہے چونکہ کیفیات کچھ عرصہ (کم از کم ۳ ماہ) مسلسل قائم رہتی ہیں جن سے کمزور ناتواں مریض شدت سے متاثر ہو جایا کرتے ہیں بعض دفعہ ان کیفیات سے فضا ایسی متاثر ہو جاتی ہے کہ ان کی شدت سے دبائی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اس وقت ہزاروں لاکھوں بندگان خدا یکدم بیمار ہو جاتے ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں مرنے لگتے ہیں۔ تاگرہی کی شدت سے خسرو چپک، خون پیچش، خفقان قلب، جسن گھبراہٹ کے مریضوں کی شدت ہو کرتی ہے اس کے مقابلہ کے لئے ازارہا معلول گھروں میں بر طرف شربت، خمیرے، سرد آبیال، سوٹا دا ڈر، برت اڑکورا اڑکندیشن وغیرہ نظر آتے ہیں،

اس کے برعکس اگر سورج ہم سے بہت دور چلا جائے تو سردی خشکی کی کثرت ہو جایا کرتی ہے تمام ملک فرج کی طرح سرد ہو جایا کرتا ہے کمزور اتواں اشخاص خصوصاً ایسے افراد جن کا مزاج پہلے ہی سرد ہوتا ہے، شامہ، آجانی ہے ہر طرف نزلہ زکام کھانسی دمہ، سنبھنیہ، جوڑوں کے درد، قبض وغیرہ کے مریض عام نظر آتے ہیں طلبیوں کے مطب ایسے مریضوں سے بھرے پٹریے ہوتے ہیں جو معالج کیفیات مزاج اور اخلاط اور نبض کو مد نظر رکھ کر تشخیص کرتے ہیں وہ ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں، اور ایسے زمین شخص بناض کہلاتے ہیں میں نے کیفیت کے تحت نبض معلوم کرنے کے طریقے مختصر

یادداشت

طو پر لکھے ہیں تاکہ قارئین مضمون کی طوالت سے

الحدہ جائیں ورنہ سلسلی نقطہ نظر سے ان کیفیات کے دربان ابلی جانے

والہ بنفوں کی وجہ سے بیان کرنا ضروری تھا لیکن طوائف کے خود سے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ آئندہ انشراحند پورہ، وضاحت سے لکھوں گا اس وقت آپ بھی بہت کچھ سمجھ چکے ہوں گے اور مزید سمجھنا بھی آپ کے لئے آسان ہو گا۔

اصطلاح کے بعض پرانے

قارئین آپ کلیات قانون مفرد اعضا میں پڑھ آئے ہیں کہ اخلاط اور مفرد اعضا ایک چیز میں البتہ اگر کچھ فرق ہے تو ان کے سیال اور جامد ہونے میں یعنی اخلاط سیال شکل میں پائے جاتے ہیں جبکہ مفرد اعضا ان اخلاط کے جم و بستہ ہو جانے سے ظہور میں آتے ہیں ورنہ ان کی ماہیت میں کوئی فرق نہیں ہے چونکہ قانون مفرد اعضا کی تحقیقات کے مطابق اخلاط تین ہیں جنہیں سودا صغیرا بلغم کہتے ہیں جو تھی خلط جسے خون کہا جاتا ہے وہ ایور دیک اور قانون مفرد اعضا کی تحقیقات کے مطابق صفرا - سودا - بلغم کے مرکب کا نام ہے جسے خون کے نام سے پکارا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جب خون کا تجزیہ کرتے ہیں تو اس سے یہی تینوں اخلاط برآمد ہوتے ہیں۔

ایک مفرد خلط سے صرف ایک مفرد عضو کا بننا

قارئین یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ ہر خلط صرف اپنے مزاج کے مفرد عضو کو ہی بناتی ہے۔

مثلاً خلط سودا سے قلب و عضلات بنتے ہیں اور ان کا مزاج بھی سودا کا مزاج

ہی ہے۔ اسی طرح خلط صفرا سے رگبگرو غدد جو خالص مفرد اعضا ہیں
 بنتے ہیں اسی طرح ان کا مزاج بھی گرم ہی ہوتا ہے۔

بالکل اسی طرح بلغم سے اعصاب و دماغ بنتے ہیں جن کا مزاج بھی بلغم کی طرح سرد
 تر ہوتا ہے۔

تینوں مفرد اعضا کا بلکہ ایک عضو بتانا

قارئین جب تینوں مفرد اعضا عدم سے وجود میں آتے ہیں اور وہ ایک دوسرے
 سے ملتے ہیں تو مرکب اعضا بن جاتے ہیں۔ مثلاً معدہ کی بناوٹ میں اعصاب، غدد
 عضلات جو اب بھی مفرد اعضا ہیں اور مل کر جب معدہ کو بناتے ہیں تو اس کی
 ساخت میں اعصاب، غدد، عضلات پوری طرح موجود ہوتے ہیں اور انہیں کیمیائی
 طریقہ سے الگ الگ کر کے پرکھا جاسکتا ہے۔

اسی طرح تینوں مفرد اعضا سے آنکھ، کان، ناک، معدہ، امعاء، ہاتھ پاؤں، شریانیں
 و ریدیں وغیرہ بھی بنتے ہیں انہیں تانوں مفرد اعضا میں مرکب اعضا کہا جاتا ہے چونکہ
 شریانوں میں بھی اعصاب، غدد، عضلات موجود ہوتے ہیں لہذا جب کبھی کوئی خلط کم
 و بیش ہوتی ہے شریانوں و ریدوں کے مفرد اعضا بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔

یعنی شریانوں اور ریدوں کے مفرد اعضا مخصوص اخلاط کی کئی بیشی سے کبھی تیلے
 اور کبھی موٹے ہو جاتے ہیں جن سے نبض کی رفتار، قوام وغیرہ بدل جاتے ہیں
 مثلاً جب سوداویت جسم و خون میں بڑھ جاتی ہے تو اس کا اثر نہ قلب و عضلات پر

بڑھتا ہے بلکہ شریانوں و ریدوں کے عضلات بھی متحرک ہیں آجہائے ہیں جس سے
 صرف ایک شریانیں روح و قوت حیوانی کے زیادہ ہو جانے کی وجہ سے حرکات میں
 پہلے سے تیز ہو جاتی ہے دوسری طرف ان میں بلغمی رطوبات کی کمی کی وجہ سے

کسی قدر صلاحیت بھی آجایا کرتی ہے۔

چونکہ سوداویت کی کثرت کی وجہ سے عضلات میں سچوڑ کی صورت پیدا ہو چکی ہوتی ہے لہذا آہستہ آہستہ مریض کے جسم کا گوشت بھی سخت ہوا اثر دیا ہو جاتا ہے جس سے گوشت میں کمی آجاتی ہے خصوصاً کلائی پر گوشت کم ہو جاتا ہے جس سے نبض تنگی اور اد پر آجاتی ہے اور ہم، ل، بک، چھ سات انگلیوں کے نیچے بڑی آسانی سے نظر آنے اور محسوس ہونے لگتی ہے۔ یہ نبض مشرف عظیم صلب، قوی و تیز وغیرہ نام پاتی ہے

وہ لکالیف جو سوداویت کے زیادہ ہونے سے پیدا ہوتی ہیں

قارئین سوداویت کی کثرت بہ اثر جہاں شریاتوں پر پڑتا ہے وہاں جسم کے تمام اعضا بھی متاثر ہوتے ہیں ان میں درج ذیل علامات پیدا ہو جاتی ہیں ایسے شخص کی نبض صلب عظیم تیز قوی اور مشرف ہوگی۔ اس کی دو صورتیں قانون مفرد اعضاء تسلیم کی ہیں۔ مثلاً، ۱، عضلاتی اعصابی، ۲، عضلاتی غدی۔

سودا کی پہلی تحریک عضلاتی اعصابی

اگر سودا میں کبھی کبچہ رطوبات ہوں گی تو قانون مفرد اعضاء میں اس صورت و حالت کا نام عضلاتی اعصابی تحریک کہا جائے گا، اور اس وقت درج ذیل علامات پیدا ہو چکی ہوں گی۔

نبض کلائی کے بالکل اوپر ۳ سے ۴ انگلیوں تک محسوس ہوگی ساتھ ہی نبض

ریاح کی زیادتی کی وجہ سے بھولی ہوئی محسوس ہوگی جو تکہ تخمیر ہو چکا ہوتا ہے اس لئے طبیعت رطوبات کو ریح میں تبدیل کرتا شروع کر دیتی ہے جس سے ریاحی امراض و علامات پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً تخیل و معده، امعاء، ریح کلیہ و گردہ، ریح مقاصل، اختناق الرحم، رعشہ، نبض، پھیپھڑوں پر غلیظ بلغم جو زور لگانے سے بھی خارج نہیں ہوتی، خشک دمہ، پیشاب میں کمی، عظم الطحال عظم جگر، ضعف و خشکی دماغ، بوا سیر یادی، چہرے پر سیاہ دانع دھبے، خارش، جنسیل، ہمونیا وغیرہ علامات میں سے کوئی علامت پائی جا سکتی ہے۔

سودا کی دوسری تحریک عضلاتی غمدی

جب سودا میں رطوبت بالکل ختم ہو جاتی ہے تو ساتھ ہی ریح بھی کم ہو جاتی ہے البتہ حرارت کی ابتدا ہو چکی ہوتی ہے جس سے جگر و غدہ گرم ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور درج ذیل علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔

نبض مشرف، مقررہ میں شدید قوی، عظیم، تیز اور صلب ہونا، اختلاج قلب بھی اسی حالت میں ہوتا ہے، نبض ۳ سے ۴ بلکہ پانچ انگلیوں کے نیچے محسوس ہوتی ہے اس حالت میں سودا کا اخراج شروع ہو جاتا ہے جس سے جسم ذخون کی سیاہی کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جگر طحال اور غمراہوں کی صلابت بھی کم ہونے لگتی ہے جسم میں گرمی کی لہریں اٹھنا شروع ہو جاتی ہیں۔ قوت باہ زوروں پر ہو جاتا ہے بلکہ شباب ناقابل برداشت ہو جاتا ہے بعض ریفیوں کے معدہ میں سوزش ہو کر درد معدہ شروع ہو جاتا ہے پھیپھڑے سوزش ناک ہو جاتے ہیں، عرق النساء اختلام، جوش خون جریان خون نکیر و قوسل تنگی تنفس، ضعف دماغ، بند نزلہ، درد سرد سوداوی وغیرہ علامات ہونگی،

صفرائی کثرت کا اثر نبض و جسم پر

جب صفراء خون و جسم میں بڑھ جاتا ہے تو اس کا اثر نہ صرف بچر و غدرد و غشاء مخاطی پر پڑتا ہے بلکہ شریانوں و ریدوں کی غشاء مخاطی میں بھی تحریک و تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔

طبیعت مدبرہ بدن صفراء کی مدد سے سودا کو ختم کرنا شروع کر دیتی ہے جس سے سوادی علامات غائب ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اور صفرادی کثرت کی علامات پیدا ہونے لگتی ہیں۔

چونکہ صفرائی زیادتی کی دو صورتیں ہیں مثلاً

اول صورت میں صفراء کی پیدائش کثرت سے ہوتے لگتی ہے لیکن اس کا اعتراف بند ہو چکا ہوتا ہے۔ اس حالت کو قانون مفرد اعضاء میں غدی عضلات تحریک کہا جاتا ہے۔

دوسری صورت میں صفراء کی پیدائش تو اسی نسبت سے ہوتی رہتی ہے لیکن فاضل صفرائی کا اعتراف شروع ہو جاتا ہے جس سے صفراء کے اجتماع کی علامات کم ہونے لگتی ہیں۔ اس حالت کا نام قانون مفرد اعضاء میں غدی اعضاء تحریک رکھا جاتا ہے۔

صفرائی کی پہلی تحریک غدی عضلاتی

صفرائی کی اس حالت میں نبض میں کسی قدر شرف تو ہوتا ہے لیکن منقوض کی طرف مائل ہوتی ہے یعنی گہرائی کی طرف بڑھ رہی ہوتی ہے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ غدی عضلات تحریک میں نبض نہ مشرف ہوتی ہے اور نہ منقوض (پست) ہوتی ہے۔ بلکہ ان دونوں کے درمیان محسوس ہوتی ہے۔

چونکہ حرارت و صفراء بڑھ چکا ہوتا ہے۔ جس سے سودا کا خاتمہ ہونے کی وجہ سے قلب میں ضعف و تحلیل شروع ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود دل ہی آہستہ آہستہ چلنا شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے نبض کی نہ صرف رفتار کم ہو جاتی ہے بلکہ اس کی صلاحیت بھی ختم ہو کر نرم اور پلپا ہو جاتی ہے۔

اس حالت میں صفراء کے اضراج میں بندش کی وجہ سے جسم کا رنگ زرد، پیلا ہو جاتا ہے۔ عضلات میں تحلیل کی وجہ سے جسم پپلا اور سفلیج کی طرح نرم ہو جاتا ہے بلکہ سودا القنیہ کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

غلیہ صفراء کی وجہ سے گرمی خشکی زوروں پر ہوتی ہے۔ مریض ہر وقت گرمی و حرارت کی زیادتی کی شکایت کرتا ہے کیونکہ اس وقت اسکے ہاتھ پاؤں جلتے ہیں۔ پاخانہ، پیشاب نہ صرف زرد پیلے رنگ کے آتے ہیں بلکہ ان میں جلن بھی شدت سے ہوتی ہے۔

دل حرارت کی وجہ سے حجم میں پھیل جاتا ہے۔ جسے عرف عام میں عظم قلب کہتے ہیں۔

غلیہ صفراء کی وجہ سے اکثر یرقان ہو جاتا ہے۔ پھیپھڑوں کے غدی میں سوزش ہو کر ذات الجنب ہو جاتا ہے جس سے اکثر پھیپھڑوں میں استفادہ صدر کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ جسے عوام الناس پھیپھڑوں میں پانی بڑنا کہتے ہیں۔ اگر پھیپھڑوں میں پانی نہ پڑے تو سپٹ یا جوڑوں میں پانی ضرور پڑ جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو تمام جسم اس سے کپا ہو جاتا ہے۔ چونکہ جسم بھی غدی جسم ہے لہذا صفراء کی کثرت کا اثر اس پر بھی پڑ جاتا ہے چنانچہ جسم میں جلن رہنے لگتی ہے۔ ماہواری کا خون باقاعدہ نہیں رہتا بلکہ تابدہ در در سوڑنے کے ساتھ آنے لگتا ہے۔

صفراء می مریض ہمیشہ خفقان قلب کی شکایت کیا کرتے ہیں۔ معدہ اعمار

میں جلن مروڑ اکثر ہوا کرتا ہے۔ پتہ میں پتھریاں بھی اسی تحریک میں پڑ جایا کرتی ہیں۔

صفراد کی دوسری تحریک غدی اعصابی

صفراد کی یہ دوسری تحریک ہے جسے قانون مفرد اعضاء میں غدی اعصابی کہتے ہیں۔ اس میں صفراد کی پیدائش تو جاری رہتی ہے لیکن فاضل صفراد کا اخراج شروع ہو جاتا ہے۔ چونکہ صفراد کے اخراج کے ساتھ ہی حرارت کا اخراج بھی شروع ہو جاتا ہے۔ لہذا نبض بھی حرارت کی کمی کی وجہ سے پتلی ہو جاتی ہے اور کسی قدر گہرائی میں چلی جاتی ہے لیکن منخفض نبض سے قدرے اوپر محسوس ہوتی ہے۔

دوانگلی سے زیادہ شاذ و نادر محسوس ہوتی ہے۔

قانون مفرد اعضاء میں ایسی نبض کو غدی اعصابی نبض کہتے ہیں۔

اس دوران جسم بوجھل کستی کاہلی، منہ کا ذائقہ قدرے شیریں ہوتا ہے۔ جگر، گردے، معدہ و امعاء میں سوزش ہو جاتی ہے سر اور شانوں میں بوجھ، درد کمر، سیدان الرحم غدی میں رطوبت جلن کے ساتھ لیسیدار خراج ہوتی ہے۔ سرعت انزال، سوزاں زہر سے پاخانہ بے قاعدہ آتا ہے۔ جس سے مروڑ، درد اور آؤں آیا کرتی ہے۔

صفراد کے کثرت اخراج سے یرقان، اس، تہوج وغیرہ دم بپا کر بھاگ جاتے ہیں۔ کمر اور شانوں میں کچھاؤ اور درد ہوا کرتا ہے۔ ایسا سر نبض اکثر کٹنوں پر ہی ہاتھ رکھتا ہے۔

چونکہ صفراد کا اخراج بہت حد تک ہو جاتا ہے اس لئے دماغ و اعصاب میں کھینچائی طور پر تقویت آتی شروع ہو جاتی ہے۔

صفراء و صرارت کی کثرت سے دوران خون جگر و غدو میں زیادہ مقدار میں آجاتا ہے۔ جس سے دل میں خون کم ہو کر بلڈ پریشر کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ دل نہایت سُست اور آہستہ آہستہ حرکت کرتا ہے۔ خفقانِ قلب بھی اسی تحریک میں زیادہ ہوا کرتا ہے۔

بلغم کی پہلی تحریک اعصابی غدی

یہ تحریک اس وقت وقوع پذیر ہوتی ہے۔ جب صفراء و صرارت کا افرارِ ضرورت سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ تو خون میں بلغم و رطوباتِ طبعیہ شریع ہو جاتی ہیں۔ جن کا اثر شریانوں و ریدوں کے اعصاب پر بھی پڑتا ہے۔ جس سے نبض بھی متاثر ہو کر مہول جاتی ہے۔ ریاح و صرارت کی کمی کی وجہ سے نبض انتہائی سُست ہو جاتی ہے۔ اور محسوس کرنے میں دراگلی پر بھی بڑی شکل سے ملتی ہے۔ عرف عام میں اس نبض کو مستغض کہتے ہیں۔ اور کیڑے کی چال جلتی ہے۔

یہ نبض دماغ و اعصاب کے افعال کی نشاندہی کرتی ہے۔ رطوبات کی کثرت اور جسم میں ان کا اخراج بند ہونے کی وجہ سے بے شمار غیر طبعی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔

چونکہ رطوبات کا خاصہ ہے کہ جہاں اور جس جسم میں جمع ہوں اسے اپنے مزاج کے مطابق نرم، لچک دار اور پھولنے پر مجبور کر دیتی ہیں لہذا ایسی صورت میں جہاں انسانی جسم پھول کر مٹا ہو جاتا ہے۔ وہاں نبض بھی بھری ہوئی اور پھولی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ چونکہ صرارت بہت کم ہو چکی ہوتی ہے اس لئے نبض تقاضی لحاظ سے نیچے بیٹھ جاتی ہے۔ جسے اطباء

نامدار مخفف نبض کہتے ہیں۔ رطوبات و بلغم کے اجتماع کی وجہ سے بوجھل، گمی خون، مہس، ضعف یاہ بلکہ نامردی کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ذیابیطس شکر کی اسی تحریک کے انتہا پر ہوا کرتا ہے۔

برسات کے موسم میں یہ تحریک زوروں پر ہوا کرتی ہے۔ جب نفاذ متعفن ہو جاتی ہے تو بلغمی اشخاص کے معدہ امعاء میں بھی خمیر و تعفن ہو جایا کرتا ہے۔ جسے طبیعت بذریعہ قہ اسہال خارج کرنا چاہتی ہے لیکن چونکہ یہ تحریک ابھی مشینی نہیں ہوئی ہوتی اس لئے یہ متعفن مادہ اخراج کے لئے کوشش کرتا ہے لیکن اخراجی قوت نہ ہونے کی وجہ سے پاخانہ کی حاجت ادرنے کی حالت بار بار ہوتی ہے۔ لیکن کچھ اخراج نہیں پاتا اور اکثر مزین تلف ہو جاتے ہیں۔

ایسی صورت میں عقل مند معالج مریض کو اعصابی عضلاتی مسہل دے دیتا ہے۔ جس سے فضلات کا اخراج قہ دست سے شروع ہو جاتا ہے اور مریض مرتے مرتے بچ جاتا ہے۔

بستر پر بھی پیشاب بچے اسی تحریک میں کیا کرتے ہیں۔

یادداشت

قارئین یہ حقیقت ذہن نشین کریں کہ ہر خلط دو کیفیات سے خالی نہیں ہوا کرتا۔ مثلاً بلغم و بلغمی رطوبات تر گرم ہوں گی یا تر سرد۔ اسی طرح سودا خشک سرد ہوگا یا خشک گرم بالکل اسی طرح صفر اگر خشک یا گرم تر۔

قانون مفرد اعفانے ہر خلط کے دونوں مزاجوں کو بلا اعفانہ تحریکوں میں بانٹ دیا ہے اور ہر حالت کے کم و بیش ہونے کی علامات و تکالیف فارقہ تحقیق کی ہیں۔ میں نے ان اخلاط کی انہی صورتوں و حالتوں کو پہلی تحریک

اور دوسری تحریک کے تحت تشریح و توفیح کی ہے۔
 یہاں پہلی تحریک سے مراد کسی حیاتی مفرد عضو کی کیمیائی تحریک مراد ہے
 جس میں وہ عضو اپنی پیدا کردہ خلط کو خون و جسم میں روکتا ہے جبکہ
 دوسری تحریک جسے عرف عام میں مشینی تحریک کہا جاتا ہے میں حیاتی مفرد
 عضو اپنی پیدا کردہ نازل خلط کو خارج از بدن کرتا ہے۔

بلغمی کی دوسری تحریک اعصابی عضلاتی

یہ تحریک اس وقت شروع ہوتی ہے جب بلغمی رطوبات اتہا کو پہنچ
 جاتی ہیں۔ جسم میں ان کا اخراج ضروری ہو جاتا ہے۔ اس وقت دماغ و
 اعصاب کا مشینی فعل شروع ہو جاتا ہے۔ ہر مخزج سے کم و بیش رطوبات
 خارج ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ نبض کے عضلاتی حصہ میں بھی پخوڑ شروع ہو
 جاتا ہے۔ چنانچہ نبض اعصابی غذی کی نسبت پستلی ہو جاتی ہے اور چونکہ اس
 کا تعلق جگر کی بجائے قلب سے ہو جاتا ہے۔ اس لئے قدرے ابھر
 آتی ہے۔ اور منخفض مائل بہ شرف محسوس ہوتی ہے۔ دوائگی تک بخوبی
 محسوس ہوتی ہے۔ چونکہ رطوبات ابھی بہت ہوتی ہیں اس لئے ابھی موٹی
 اور پھولی ہوئی ہی ہوتی ہے۔

چونکہ اس حالت میں بلغمی رطوبات بالکل سرد ہو چکی ہوتی ہیں۔ اس
 لئے حرارت جسم بھی کم ہو جاتی ہے۔ چونکہ بلغمی رطوبات کا اخراج جلد
 کے مسامات کے ذریعے بھی کثرت سے ہو رہا ہوتا ہے۔ اس لئے مریض
 کا جسم سرد اور چھپچھپا محسوس ہوتا ہے۔ تپ لرزہ بھی اسی تحریک میں
 زیادہ ہوا کرتا ہے۔

دماغ و اعصاب کے تیز ہونے کی وجہ سے سارا جسم حساس ہو جاتا ہے۔ حرارت جسم کم ہونے کی وجہ سے قلب میں تسکین کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ نزلہ زکام عام ہوتا ہے۔ دست قے اور ہیفیہ جیسی علامات عام لوگوں میں نظر آنے لگتی ہیں۔ شوگر کے مریضوں میں تو شامت آئی ہوتی ہے۔ وہ تو ہر گھنٹہ بعد پشیا ب کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

عورتوں کی ماہواری اکثر بند ہو جاتی ہے۔

اگر یہ سحر یک شدت اختیار کر جائے م اعصاب سوزش ناک ہو جاتے ہیں۔ سرد دماغ میں درد ہونے لگتا ہے۔ آشوب چشم ہو جاتا ہے آنکھیں روشنی تک کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ مریض اندھیرے میں سکون محسوس کرتا ہے۔

اگر جنسی اعضاء کے اعصاب سوزش ناک ہو جائیں تو آتشک ہو جاتا ہے۔ مریض ماؤف حصہ میں آگ کی سی جلن محسوس کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تکلیف کی جگہ آگ رکھ دی گئی ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ یہ سب کچھ اعصاب کی سوزش ناک کا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔

موسم برسات میں بچوں، جوانوں، بوڑھوں میں رطوبات بڑھ کر پھوڑے پھنسیاں جو چھالے نما ہوتی ہیں نکلا کرتی ہیں۔

مذرجہ بالا تکالیف چونکہ اعصابی عضلاتی تحریک کا نتیجہ ہیں اس لئے ان کے علاج کے لئے عضلاتی اعصابی سے عضلاتی غدی غذا دوا استعمال کریں۔ اللہ شفا دے گا۔

ماکولات و مشروبات کے نبض پر اثرات

ماکولات و مشروبات میں غذا و دوا اور زہریلوں شامل ہیں۔ خالق کائنات نے اس دنیا میں جو شے ہمیں پیدا کی ہے وہ صرف اور صرف حضرت انسان کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

ان میں چاہے کھانے کی شے ہو یا پینے والی شے ہو چاہے دوا ہو چاہے زہر ہو سبھی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ البتہ یہ الگ بات ہے کہ ان میں سے کسی شخص کو جس کی اسے ضرورت نہیں ہے اگر کوئی کھلا دے یا بلا دے یا خود کھائے تو وہ اس کے لئے نقصان دہ ہوگی۔ یعنی اس کے بلا ضرورت استعمال سے وہ شخص بیمار ہو جائے گا۔

مثلاً ایک شخص کو بلغمی کھانسی ہے جو اسے دن رات تنگ کرتی ہے اگر اسے دودھ پلا دیا جائے یا وہ اپنی مرضی سے پیتا رہے تو اس کی کھانسی و بلغم ختم نہیں ہوگی بلکہ اس سے اسے دہرے کئی کئی شکایت بھی ہو جائے گی۔

اسی طرح ایک شخص کو یرقان اصغر ہو گیا ہے۔ اس کا معالج اسے کہتا ہے کہ بھیجی آب گرم خشک چیزیں نہ کھایا کریں۔ خصوصاً انڈے، بھنے چنے دروسٹ گوشت تیز مصالحہ والے سالن وغیرہ لیکر وہ

انہیں چھوڑتا نہیں ہے نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس کا یرقان بگڑ جائے گا۔ بلکہ
اماس، تہوج اور استقار وغیرہ میں سے کوئی ایک تکلیف ہو جائے گی۔
ہمارے ان پڑھ بھائی اور جاہل لوگ انہیں بے ضرر سمجھتے ہیں۔

بلکہ طاقت و قوت دینے والی اغذیہ سمجھتے ہیں۔ یہ طاقتور اغذیہ ضرور ہیں
جن پر معالج کو بھی انکار نہیں ہے۔ لیکن معالج نے تو انہیں اس لئے روکنا
ہے کہ یہ گرم و خشک ہیں۔ یرقان بھی گرمی خشکی سے ہوا ہے۔ لہذا انہیں
روکے بغیر یرقان ختم نہیں ہوگا۔ بلکہ اسے یہ اغذیہ روکنے کے ساتھ ساتھ
گرم تڑے تر گرم اغذیہ جو سردی کی طرف مائل ہیں۔ جنہیں نظر یہ مفرداً و عفاً
میں غدی اعصابی سے اعصابی غدی اغذیہ کہا جاتا ہے۔ کھانی پڑیں گی۔ جن میں
مولیٰ، شلغم، گاجر، کدو، تورئی ٹینڈے، پیٹھا، ادراک وغیرہ شامل ہیں۔

خالق مطلق نے ہر غذا و دوا پر کو ایک مخصوص مزاج عطا کیا ہے

قادر میں اللہ تعالیٰ نے جوشے بھی پیدا کی ہے اسے کوئی نہ کوئی مخصوص
مزاج دے کر پیدا کیا ہے۔ جب بھی وہ حضرت انسان کو کھلائی جائے
گی بلا تامل وہ اپنے مزاج کے ذریعہ اسے متاثر کرے گی۔ اگر وہ مسلسل
کھائی جائے گی تو جسم انسان کے وہ مفرد اعضاد جن کا مزاج اس غذا
دوا شے سے ملتا ہوگا۔ تیز ہو جائے گا۔ اس کی تیزی کی علامات نہ صرف
جسم پر بلکہ دل اور نبض پر بھی واضح محسوس ہوں گی۔

لہذا جو لوگ مزاج کے تامل نہیں ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ علاج الامراض
میں ناکامی بھی اسی وجہ سے ہو کرتی ہے۔ ورنہ اگر مزاج کے مطابق اور ضرورت
جسم کے تحت اغذیہ ادویہ کھلائی جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ سوائے موت کے

شفا نہ ہو کیونکہ موت برحق ہے وقت مقررہ پر آجائے گی۔

غذا، دوا، زہر کا اثر مفرد اعضاء اور نبض پر

قارئین آپ یہ تو بخوبی جانتے ہیں کہ غذا ہی ایسی شے ہے جس سے خون بنتا ہے اور یہ خون اغذیہ سے صرف انسانوں کا ہی نہیں بنتا بلکہ اس کائنات میں رہنے والے چمند پمند، بھیڑ، بکری، گائے، بھینس سے لیکر ہاتھی اور شیر وغیرہ کا خون بھی غذا سے بنتا ہے۔ جس قسم کے مزاج کی غذا مریض کھاتا ہے۔ اس مزاج والے اخلاط خون میں بڑھ جاتے ہیں۔ چونکہ خون تمام جسم میں دورہ کرتا ہے لہذا خون کے ذریعے اس خلط والے مفرد اعضاء کی ایک طرف تو نشوونما شروع ہو جاتی ہے۔ دوسری طرف وہ تیز، چست اور محرک ہو جاتے ہیں۔ یہ تیزی اور کستی جہاں جسم کے مخصوص مفرد اعضاء میں ہوتی ہے وہاں اس سے نبض کے تین مفرد اعضاء (عضلات، غدود، اعصاب) میں سے کسی ایک میں تیزی و چستی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے نبض کی مقدار، قریح، رفتار، قوام، حجم وغیرہ بھی مخصوص انداز میں بڑھ جاتے ہیں۔ جسکی مدد سے ذہین معالج تشخیص مرض کر کے یقینی علاج کر سکتا ہے۔

قانون کے مفرد اعضاء کا کمال

قانون مفرد اعضاء کا کمال یہ ہے کہ اس نے جہاں کیفیات، ارکان

مزاج اور اخلاط کا تعلق مفرد اعضاء میں ثابت کیا ہے۔ وہاں غذا، دوا، زہر (جو ماکولات و مشروبات کی صورت میں استعمال کئے جلتے ہیں) کا تعلق بھی جیسا کہ مفرد اعضاء سے جوڑ دیا ہے اس سے سب سے زیادہ سہولت یہ پیدا ہو گئی ہے کہ جب بھی کوئی شخص کسی قسم کی غذا، دوا کھائے گا تو اس سے اس کے اسی مزاج والے مفرد اعضاء تیز ملیں گے۔ جس سے نفع بھی اس کے مزاج کے تحت پائی جائے گی۔ اس طرح تشخیص میں بے حد آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔

اب ذرا ماکولات و مشروبات کی مختصر تشریح پڑھ لیں تاکہ ان کے اثرات نفع میں محسوس کرنے آسان ہو جائیں۔

ماکولات و مشروبات کیا ہیں؟

ماکولات و مشروبات میں وہ سب چیزیں شامل ہیں جو کھانے پینے میں آتی ہیں۔ اور منہ کے ذریعہ جسم میں پہنچائی جاتی ہیں۔ ان کی چھ صورتیں ہیں۔

(۱) غذائے مطلق (۲) دوائے مطلق (۳) سم مطلق

(۴) غذائے دوا (۵) دوائے غذا (۶) دوائے سمی

غذائے مطلق وہ خالص غذا ہے کہ جب بدن میں وارد ہوتی ہے تو بدن سے متاثر ہو کر متغیر ہو جاتی ہے لیکن بدن میں کوئی تغیر پیدا نہیں کرتی۔ بلکہ خود جزو بدن ہو کر بدن کے مشابہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً روٹی، گوشت، روغن وغیرہ۔

① غذائے مطلق

② دوائے مطلق

دوائے مطلق وہ ہے جو بدن سے متاثر ہو کر بدن میں تغیر پیدا کر دے اور جنوز بدن ہوئے بغیر بدن سے خارج ہو جائے۔

③ مطلق

خالص زہر ہے جو خود تو بدن سے متغیر و متاثر نہ ہو لیکن بدن میں اپنا اثر و تغیر پیدا کر کے فساد کا باعث ہو۔ مثلاً : سنکھیا ، بچھاگ اور سانپ بچھو کا زہر وغیرہ۔

④ غذائے دوائی

غذائے دوائی وہ شے ہے جو بدن سے متاثر ہو کر تغیر کر دے۔ اس بعد خود

بدن کو متاثر و متغیر کر دے۔ اس کا زیادہ حصہ جنوز بدن بنے۔ اور کچھ حصہ بغیر جنوز بدن بنے جسم سے خارج ہو جائے۔ پھل وغیرہ۔

⑤ دوائے غذائی

وہ شے ہے جو بدن سے متاثر ہو کر تغیر ہو جائے اور اس کے بعد

بدن کو متاثر و متغیر کر دے۔ اس کا کچھ حصہ جنوز بدن بنے اور زیادہ حصہ بغیر جنوز بدن بنے جسم سے خارج ہو جائے۔ مثلاً میوہ جات ، گھس وغیرہ۔

⑥ دوائے رسمی

وہ شے ہے جو بدن سے متاثر اور بدن کو زیادہ متغیر کر دے۔ اور

شدید نقصان پہنچائے۔



طبیعت ثانی بننے والی اغذیہ ادویہ زہر اور نبض

طبیعت ثانی بننے والی اغذیہ ادویہ اور زہر سے مراد وہ اغذیہ ادویہ اور زہر ہیں جنہیں کوئی شخص جب چند دن سے لیکر چند ماہ مسلسل استعمال کرتا ہے تو ان کا مخصوص اثر اس شخص کے جسم کا خاص حصہ بن کر ضرورت بن جاتا ہے۔ اب اگر اسے وہ اشیاء کھانے کو نہ ملیں تو اس کا جسم اس کے بغیر مٹی کا ڈھیر بن جاتا ہے۔ یعنی دوسرے

لفظوں میں یوں سمجھ لیں اس کے کھانے بغیر انسان سُست، کاہل اور مجبور محض ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس کے بغیر اس کا اٹھنا بیٹھنا محال ہو جاتا ہے۔ لامحالہ وہ اسے کہیں سے بھی حاصل کر کے چاہے وہ کتنی مہنگی بھی کیوں نہ ہو لے کر کھاتا ہے۔

ان میں شراب خانہ خراب صفحہ اول کی شے ہے۔ جو نہ صرف انسان کو اپنے مذہب اور ایمان سے بھی خارج کر دیتی ہے بلکہ وہ اپنے کھانے والے کو معاشرہ میں بھی بدنام کر دیتی ہے۔ اور اس سے مسموعہ کام کروا دیتی ہے کہ بعض دفعہ ایسا شخص موت کے منہ میں جلا جاتا ہے۔

اس طرح بھنگ، چرس، انیون اور ہیروئن جیسی چیزیں بھی ہیں۔ جنکے استعمال کرنے والے نہ دین کے رہتے ہیں نہ دنیا کے۔

جب کوئی شخص انہیں سسل کھاتا ہے تو اس کا اثر اس کی
نبض پر بخوبی قائم ہو جاتا ہے۔ مثلاً

شراب کا نبض پر اثر

شراب کے کی بناوٹ خمیر تعفن اور ترشی سے ہے لہذا چونکہ تیز
اغذیہ اور یہ کا اثر قلب و عضلات پر محرک پڑتا ہے۔ اس لئے شراب
بھی پیتے ہی قلب و عضلات کے نعل کو یکدم تیز کر دیتی ہے۔ دماغ میں
تحلیل کی وجہ سے صحیح ہوش و حواس بھی قائم نہیں رہنے دیتی۔ بلکہ جسم
میں ایک قسم کا ایسا جوش و جذبہ بڑھا دیتی ہے کہ مر لیٹن سمجھا ہے
کہ اس کے برابر اب کوئی نہیں ہے۔ اسی وجہ سے وہ نہ کسی کی عزت کرتا
ہے اور نہ ادب بلکہ بے عزت بن جاتا ہے۔ جب اسے ہوش آتا ہے
تو معافیاں مانگنے لگتا ہے۔

ایسے شخص کو نبض شراب کے نشے کے وقت عضلاتی غدی ہوتی
ہے اور کانپ رہی ہوتی ہے۔ ایسی نبض صرف نفس امارہ کے مر لیٹنوں
کی ہوا کرتی ہے۔

ایون کا نبض پر اثر

شراب کے بعد دوسرا نمبر ایون ہے۔ چوتھے درجہ کی
زہریلی دوا ہے لیکن جو لوگ اسے چند دن سے چند ماہ سسل کھاتے رہیں

وہ اس کے مستقل گاہک (مریض) بن جاتے ہیں۔

چونکہ ایون کا مزاج خشک سرد چوتھے درجہ میں ہے۔ اس لئے اس کے کھانے سے دوران خون قلب کی طرف تو کسی قدر تیز ہو جاتا ہے لیکن شدید سرد ہونے کی وجہ سے جسم میں سکون اور تبرید کی حالت پیدا کر کے مریض کے ہوش و حواس گم کر دیتا ہے۔ جس سے گہری نیند آجایا کرتی ہے۔ اعصاب میں شدید تحلیل کر کے بے حس کر دیتی ہے۔ درودن جسم کے کسی حصہ میں ہوں فرلاً سکون کر کے (سن کر کے) روک دیتی ہے۔

بلے چین مریض چذدن ہی اسے استعمال کر لیں یا اس کے کسی مرکب کو کھالیں تو ہمپر مستقل طور پر روزانہ اس کی طلب کرنے لگتے ہیں۔ چونکہ ایون انتہا کی مستکن ہے اور قدرے محرک عضلات ہے لہذا ایونی مریض کی نہض بھی عضلاتی عصبانی ہو کرتی ہے۔

ہیروئن

ہیروئن ایون کا ست یا الکلائڈ ہے۔ اس کے اثرات بھی ایون جیسے ہیں۔ البتہ اس سے بیس گنا زیادہ ہے۔ ہیروئن کھانے والے مریض کی نہض بھی عضلاتی عصبانی ہو کرتی ہے۔

حقہ سگریٹ تمباکو کے نہض پر اثرات

حقہ، سگریٹ اور تمباکو کے استعمال کی دو مختلف شکلیں ہیں۔ بلکہ بعض لوگ پان میں بھی تمباکو شامل کر کے کھاتے ہیں۔ یہ مزاجاً خشک سرد اور

عضلات اعصابی ہے۔ تمباکو کا دھواں جہاں پھپھڑوں سے رقیق بلغم کو غلیظ کر کے خارج کرتا ہے۔ وہاں انٹریوں کی حرکات اعراضیہ کو تیز کر کے قبض رفع کرتا ہے۔

بلکہ بعض مریضوں میں تو جہاں تک دیکھا گیا ہے کہ جب تک وہ حقہ یا سگریٹ نہ پیں پاخانہ نہیں آتا۔

چونکہ عضلات اعصابی ہے۔ اس لئے اس کا اثر نبض پر بھی قائم ہو جاتا ہے۔ نبض میں ملاہت کے ساتھ سرعت بھی آجاتی ہے۔ سگریٹ پان اور حقہ پینے والے عضلات اعصابی مریض ہوا کرتے ہیں اور یہی ان کی نبض ہوا کرتی ہے۔

نشہ اور اشیا کی اقسام

میں نے چند نشہ اور اشیا کو ماکولات و مشروبات میں تخریک کیا ہے لیکن ان کی تعداد سینکڑوں نہیں ہزاروں پائی جاتی ہے۔ ان سب کے افعال و اثرات ایک جیسے نہیں ہیں۔

کیونکہ ہر قسم دیکھتے ہیں کہ اگر ایک شے کے استعمال کے بعد منید، غنودگی اور مسکن صورت بلکہ شدت کی صورت میں بے ہوشی تک ہو جاتی ہے۔ تو دوسری نشہ اور اشیا ان کے بالحد علامات ظاہر کرتی ہیں۔ جن کا خاصہ ہے کہ ان کے استعمال سے بے خوابی، جسم میں سرور کی لہریں۔ لذت، مسرت، کاشت سے جذبات بے قابو نفسانی خواہشات کی کثرت، حتیٰ کہ شدت کی صورت میں انسان بے قابو ہو کر ہنسنے لگتا ہے کبھی الٹی سیدھی باتیں کرنے لگتا ہے۔ کبھی روتا ہے۔ کبھی اپنے آپ کو پیر فقیر

سمجھنے لگتا ہے کبھی بادشاہ بن بیٹھتا ہے۔ غرض نفسِ امارہ کی انتہا ہوجاتی ہے۔
 اول نشہ کی علامات اعصابی اغذیہ ادویہ اشیا کی ہیں۔ جن میں دودھوگی
 بادام روغن ہر تسم کے ٹھنڈے شربت، سردائیاں، چرسس، بھنگ
 اور میٹھا تیلیا وغیرہ شامل ہیں۔

اور دوم عقلاقی نشہ آور اغذیہ ادویہ زہر ہیں۔ جن میں چائے سوڈا
 واٹر، لسی، دہی مٹی سے لیکر سگریٹ، تباکو، دھتورا، شراب اور کچلہ
 وغیرہ شامل ہیں۔

نشہ کی تیسری قسم غذی اشیا کی ہے۔ ان میں اسی قسم کی
 بے شمار اغذیہ ادویہ پائی جاتی ہیں۔ ان میں بیلا ڈونا (الفاح) سب
 کی سر تاج شے ہے۔

یادداشت : قارئین جب آپ کے پاس کوئی بچہ مرے گا
 تو اس سے یہ سوال ضرور کریں کہ آپ ماکولات و مشروبات میں سے کسی
 شے کو استعمال یا نشہ کے طور پر تو استعمال نہیں کر رہے۔ جس شے کا ذکر
 مرے گا کہ وہ مدت سے اسے کھا رہا ہے۔ آپ اس شے کا مزاج
 دیکھیں نبض بھی اس کی تعیین کرے گی۔ اس طرح تشخیص یقینی صورت
 اختیار کر جائے گی۔ اور علاج یقیناً کامیاب ہوگا۔

اعتباس و استفراغ کے نبض پر اثرات

استفراغ کے معنی ہیں، مواد اور فضلات کا بدن سے اخراج پانا۔ اور
 اعتباس کے معنی ہیں غذائی اجزاء اور فضلات کا جسم میں رکننا۔

فضلات دراصل اضافی لفظ ہیں۔ حقیقت میں فضلات کوئی شے نہیں ہیں۔ کیونکہ جن مواد کی کسی جسم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی وہ اس کے لئے فضلات بن جاتے ہیں۔ کیونکہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جسم کے اندر غیر ضروری اجزاء یا مفید مواد کو جب طبیعت قبول نہیں کرتی یا طبیعت کو ان کی ضرورت نہیں ہوتی تو وہ سب اس کے لئے فضلات ہیں۔ یا فضلات میں شامل ہیں۔
فضلات سے مراد ماضل چیز یا فالتو شے ہے۔

یادداشت :

پھر ذہن نشین کر لیں کہ جو غذا کھائی جاتی ہے۔ تندرستی کی حالت میں جسم اس کا ایک خاص حصہ جذب کر کے جزو بدن بنا دیتا ہے۔ اور باقی کو فضلات کی شکل میں خارج کر دیتا ہے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ فضلات میں جسم انسان کے لئے غذائیت باقی نہیں رہتی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر صحت اچھی ہوتی ہے۔ اور اعضاء مضبوط ہوتے ہیں۔ اسی قدر زیادہ غذائی اجزاء جذب اور جزو بدن ہوتے ہیں۔ اور فضلات کم خارج ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کمزور اعضاء والے مر لیض جتنی زیادہ سے زیادہ غذائیں کھائیں ان کے اندر اتنی طاقت اور خون کی معدت پیدا نہیں ہوتی۔

یہاں سوال غذا کی قلت و کثرت کا نہیں یا ادنیٰ و اعلیٰ کا نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی صحت اور مضبوط اعضاء کا ہے۔ اگر یہ ہے تو خود بخود زیادہ غذا ہضم ہوتی اور جزو بدن بنتی ہے اور اس سے زیادہ سے زیادہ طاقت و خون پیدا ہوتا ہے۔

جب مادے کا اخراج پسینے کے ذریعہ زیادہ ہوتا ہے تو پیشاب اور پاخانہ کم ہو جاتے ہیں۔ یا بند ہو جاتے ہیں۔ جب مادے کا اخراج

بذریعہ تارورہ و پیشاب زایرہ ہوتا ہے۔ تو پسینہ اور پاخانہ کی کمی ہوجاتی ہے یا بند ہوجاتی ہے۔

اسی طرح جب پاخانہ میں زیادتی ہوتی ہے تو تارورہ اور پسینہ پراثر پڑتا ہے۔

احتباس و استفراغ کیوں اور کیسے وقوع پذیر ہوتی ہیں

مذہب بلا سطور میں احتباس و استفراغ کی حقیقت و ماہیت تو کھول کر پیش کر دی گئی ہے۔ لیکن یہاں اس سوال کا جواب باقی ہے کہ احتباس و استفراغ کیسے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

قارئین انسان باوجود اشرف المخلوقات ہونے کے بعض افعال میں حیوانات سے بھی کم تر اور لاپرواہ ہوجاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اپنی نفسانی خواہشات سے مغلوب ہو کر بغیر ضرورت اور بے موقعہ عمل حصول لذت کے لئے موقع و بے موقع بے دروغ استعمال کرتا ہے۔

جسم کے اندر ساری دنیا کی نعمتوں کو سیٹھے کے کارخانے نہیں گئے۔ بلکہ ہمارے جسم کے اندر چھوٹے چھوٹے پُرزے (مغزوہ اعضاء) ان کے حصول و حصول اور دفع کے لئے گئے ہوتے ہیں۔

جب ایسا انسان خواہشات اور حصول لذت کے لئے انہیں تیارہ استعمال کرتا ہے یا ضرورت کے موقع پر بھی استعمال نہیں کرتا تو جسم کے یہ چھوٹے چھوٹے پُرزے رونے پیٹنے اور چیخنے لگتے ہیں۔ جن کا اظہار دردوں، بے چینی، گھبراہٹ اور جھوک پیاس کی شکل میں کرتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص زبان کی لذت اور چٹخارے کے حصول کے لئے

کسی غذا کو زیادہ مقدار میں کھا لیتا ہے تو اس کا معدہ اسے ہضم نہیں کر پاتا۔ جس سے بد ہضمی ہو جاتی ہے۔ گیس سے پیٹ بھر جاتا ہے۔ کچھ دیر بعد درد و مروڑ ہونے لگتا ہے اور اس کا ریسے چینی اور گھبراہٹ سے رونے لگتے ہیں۔ مجبوراً قے یا دست کی شکل میں خارج کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں معدہ و جگر ایک قطرہ خون بھی نہیں ناسکتے۔ بلکہ پہلے سے بنے ہوئے خون کو خرچ کر کے معدہ و امعاء کو خالی کرتے ہیں۔

اگر یہ سلسلہ مسلسل رہے تو تبخیر معدہ، بد ہضمی، گیس، گڑبڑ، پاخانہ کا بے قاعدہ ہو جانا وغیرہ تکالیف ہو جاتی ہیں۔

یادداشت :

یہاں اس نقطہ کو ذہن نشین کریں کہ غذا کی زیادہ مقدار جس مزاج کی بھی ہوگی، اسی مزاج کے مفرد اعضاء تیز ہو کر اسے خارج کر رہے ہوں گے۔ لہذا مریض سے یہ پوچھنا ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ کس قسم کی غذا زیادہ استعمال کرتا ہے۔ جس نے یہ طوفان اٹھا رکھا ہے۔

مثلاً کوئی شخص اعصابی اغذیہ میں دودھ گھی، چاول، دلیہ وغیرہ زیادہ کھاتا ہے۔ تو اس کا اثر نبض پر بھی پورا محسوس ہوگا۔ اور اس کی نبض اعصابی ہوگی۔ اگر وہ شخص عضلاتی اغذیہ زیادہ کھاتا ہو جن میں گوشت، اندرے وغیرہ کی کثرت ہوتی ہے تو ان کا اثر نبض پر بھی محسوس ہوگا۔ بالکل یہی صورت غذائی اغذیہ کھانے والوں کی ہوگی۔ یعنی جو شخص نمکین اور چینی غذائیں زیادہ کھائے گا تو اس کے جگر و گردے اور امعاء کے فعل میں تیزی پیدا ہو جائے گی۔

جو کچھ قدرت نے ہر مزاج کی اغذیہ پیدا کی ہیں۔ لہذا ہر شخص اپنے

طبعی مزاج اور عادت کے تحت غذا کھاتا ہے۔

بعض اشخاص گرم اغذیہ کے عادی ہوتے ہیں۔ اگر وہ گرم خشک اغذیہ زیادہ کھاتے ہیں تو ان کے غدود جاذبہ تیز ہو کر صفراء بناتے تو ہیں لیکن اس کا اخراج نہیں ہونے دیتے۔ جس سے صفراء میں احتباس پیدا ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ کچھ عرصہ بعد اسے اماس و یرقان وغیرہ ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض اشخاص گرم تر اغذیہ کھاتے ہیں۔ انہیں سرد یا خشک اغذیہ سے شدید نفرت ہوتی ہے۔

یہ ایسی اغذیہ ہیں جن سے صفراء کی پیدائش کے ساتھ ساتھ اس کا اخراج بھی شروع رہتا ہے۔ بعض دفعہ تے، دست آکر صفراء ضرورت سے بھی زیادہ خارج ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مریض کمزور اور ناتوان ہو جاتا ہے۔

صفراء کے استفراغ کی ادنیٰ امثال ملاحظہ فرمائیں۔

میرے پاس چند دن قبل ہی ایک نوجوان غیر شادی شدہ لڑکے ملتان سے لائے گئے۔ اس کے والد صاحب نے بتایا کہ حکیم صاحب بچی کو بڑی مرغن غذا دیتے ہیں۔ مچھلی، انڈے، اور گوشت کی اسے کوئی کمی نہیں۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس کا جسم سوج کر کیا ہوتا جا رہا ہے صبح کے وقت آنکھیں انگلیوں سے پچڑ کر کھولتے ہیں۔ تو ذرا سا دیکھ لیتی ہے۔ میں نے اسے غدی اعصابی سہل دیا۔ جس سے اسے اس قدر

اٹھانے آئے کہ اس کے والدین لڑکے کے جسم کو تپلا ہوتے دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ بچی کے والد صاحب نے مجھے بتایا کہ حکیم صاحب پہلے بچی کی سوجن سے ڈرتے تھے اب اس کے تپلا ہونے سے ڈرنے لگے ہیں۔ بچی کی سوجن احتباس کا نتیجہ تھی۔ بچی کے دست استفراغ کی

حالت کا اظہار کر رہے تھے۔

بالکل یہی صورت سودا کے احتباس و استفراغ کی ہے۔ احتباس کی سوداوی خشک سرد اغذیہ ادویہ کھانے سے سودا بننے کے ساتھ ساتھ اس کا اخراج بھی بند ہوتا ہے۔ لیکن اگر خشک گرم اغذیہ ادویہ مرین کھاتا رہے تو سودا پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا اخراج بھی بڑھ جاتا ہے جس سے سودا کے زیادہ ہونے والی علامات قائب ہو جاتی ہیں۔

سودا کی اول صورت جسم میں احتباس سودا کا اولین فعل ہے۔ جبکہ دوسری صورت میں سودا بننے کے ساتھ خارج بھی ہوتا رہتا ہے۔ یہ سودا کے استفراغ کی صورت ہے۔

ایسے واقعے

سودا کے احتباس اور اخراج کا ایک واقعہ میرے ساتھ ایک بچے کے علاج میں پیش آیا۔

بچہ کی عمر تقریباً ۲ سال تھی۔ بچہ کی والدہ جو ہمارے محلہ میں ہی رہتی تھی۔ بتایا کہ بچہ کو دست اور اچھارہ نہیں ہٹ رہا۔ اگر دست آجائے تو پیٹ کی ہوا خارج ہو جاتی ہے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد پھر پیٹ ڈھول کی طرح اچھرتا ہے۔

میں نے بچہ کو اعصابی تحریک سمجھ کر علاج شروع کیا۔ لیکن بچہ تھوڑا سا آرام آیا۔ جب پیٹ ہوا سے اتنا بھرجاتا کہ بچہ کو سانس لینا مشکل ہو آ رہا۔ اسے ذرا سا عصارہ ریوند یا سقونیا دیے دیا۔ جس سے دست آکر ہوا خارج

ہو جاتی ہے۔ لیکن چند منٹ بعد ہی پھر بیٹ ہو اسے صبر جانا۔ آخر کار بچہ راہی ملک عدم ہو گیا۔ انا باللہ وانا الیہ راجعون۔

میں بہت پریشان تھا کہ اس بچہ کو اعصابی عضلاتی تحریک ہونے کے باوجود عضلاتی غذا، دوا کھلانے سے کیوں آرام نہ آیا۔ بلکہ تکلیف علاج کے ساتھ بڑھتی رہی اور بچہ مر گیا۔

استاد صاحب سے مشورہ اور ان کا فرمان

انہی دنوں میرے قریبی دوست جناب محمد حسین شاہ صاحب کھگہ کے والد صاحب بیمار ہو گئے۔ علاج معالجہ سے کسی طور آرام کی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس سے پہلے وہ ایلو پیتھی مسلانج سے مایوس ہو چکے تھے۔ شاہ صاحب فرمانے لگے کہ آپ اپنے استاد صاحب سے مشورہ تو کر لیں شاید کوئی شفا کی صورت نکل آئے۔

میں استاد صاحب کے پاس لاہور گیا وہاں میں نے اس بچہ کی حقیقت بیان کی اور اپنے کئے ہوئے علاج سے آگاہ کیا۔

استاد صاحب فرمانے لگے۔ کہ تم نے بچہ کا علاج عضلاتی اغذیہ اور یہ سے کیوں کیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ بچہ کو اعصابی تحریک تھی جس وجہ سے اسے دست آرہے تھے۔ استاد صاحب فرمانے لگے کہ بھی بچہ کو عضلاتی غذائی تحریک تھی جس وجہ سے اسے ایک طرف دست آرہے تھے اور دوسری طرف امیچار آ رہا تھا۔ تم نے اسے غذائی عضلاتی غذا دوا دینی تھی۔ یہ تحریک تو اس کے پہلے ہی کی تھی۔ اسی کو تم نے بڑھا دیا۔ جی کہ بچہ تلف ہو گیا۔

میرا سوال اور ایشیتا صاحب کا پرلطف جواب

میں نے استاد صاحب کو کہا کہ آپ ہی نے تو لکھا ہے کہ دست اعلیٰ
تحریک میں آیا کرتے ہیں۔ اور عضلاتی تحرک میں قبض اور غدی تحرک میں
پچیس ہوا کرتی ہے۔ پھر کہ عضلاتی تحرک کیسے ہوگی۔

آپ فرمانے لگے کہ بھئی آپ کے پاس اگر عضلاتی قبض کا مریض آجائے
تو اسے آپ عضلاتی مسہل نہیں دیتے۔ جب آپ کسی دوا یا غذا سے عضلاتی
مسہل دے سکتے ہیں۔ تو خود بخود عضلات کی مشینی تحرک سے دست
نہیں آسکتے ؟

اس کے بعد اس قسم کے بچے جوان اور بوڑھے بے شمار مریض
آئے ہیں۔ یقین جانیئے۔ ان کا علاج غدی عضلاتی اغذیہ ادویہ
کھلاتے ہی فوراً آرام آجاتا ہے۔ ایسے مریض کی قبض عضلاتی غدی
سریخ ہوتی ہے۔

ان کے لئے میرا تجویز کردہ نسخہ یہ ہے۔ جس سے فوراً احتباس
کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

ہوالشاہی سُرُخ مرزح، اجوائن دیسی، سسٹو

ہم وزن سب کو بیس کر نصف ماشہ سے ایک ماشہ اس وقت
کھلاتا ہوں جب دست رکھنے کا نام نہ لیتے ہوں۔ ساتھ پیٹ میں
ہوا بھر جاتی ہو۔

یادداشت : جریانِ خون۔ اسی عضلاتی غدی تحرک سے

جریان خون ہو سکتا ہے۔ جو سودا کے اخراج کے ساتھ آیا کرتا ہے۔

جریان خون اور نبض

جب جریان خون کثرت سے ہو جائے تو دل و شہ مابین خون سے بہت دھتک خالی ہو جایا کرتی ہیں۔ اس وقت ایسے مریضوں کی نبض مشرف کی بجائے منخفض کی طرف بڑھ جایا کرتی ہے اور نبض کی رفتار بہت ہی سست ہو جاتی ہے۔ حجم میں تیل اور مصلابت لئے ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ نبض عضلاتی غدی ہوتی ہے۔ لیکن اس کا زیادہ و باؤ غدو کی طرف ہو جاتا ہے۔ بعض مریضوں میں جریان خون کی صورت میں نبض تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی یا برائے نام محسوس ہوتی ہے اس وقت ایسی نبض غدی عضلاتی میں بدل چکی ہوتی ہے۔

ایک خطی نقطہ

یہاں یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ جس تحریک یا اعتدال میں احتباس ہوگا وہی غلط یا تحریک جسم میں بڑھ رہی ہوگی۔ اور اس کے اثرات نبض میں بھی واضح محسوس ہوں گے۔ مثلاً

بلغم و رطوبات کا جب اجتماع ہوگا۔ تو نبض اعصابی غدی ہوگی اس کے برعکس جب رطوبات و بلغم، ہضم، اقب، دست وغیرہ کی صورت کثرت سے خارج ہو رہی ہوں گی۔ تو ایک طرف رطوبات کا احتباس ختم ہو جائے گا۔ دوسری طرف اگلے حیاتی عنصر میں کیمیائی تحریک پیدا ہونا شروع ہو جائے گی۔

اور یہاں مشینی تحریک کا بھی خاتمہ ہونے والا ہوگا۔

اسی طرح جب سودا کا اجتماع ہوگا۔ تو قلب و عضلات میں ہلکی ہلکی تحریک اور ان میں احتباس ہوگا۔ اس وقت عضلاتی اعصابی نبض ہوگی لیکن جب سودا کا اخراج ہوگا تو وہ سودا کا استفراغ کہلائے گا۔ اس وقت عضلاتی غذی تحریک و نبض ہوگی۔ اسی طرح دوسری اضلاط و رطوبات پر تیباس کر لیں۔

حم اور نشین

یہاں اول یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ حام کی حقیقت ماہیت کیا ہے جب حام کی حقیقت ماہیت کا علم ہو جائے گا۔ تو اس کا نبض پر اثر بھی محسوس کرنا آسان ہو جائے گا۔

حام سے مراد عام طور پر نہانے کا گرم مقام سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جدید اطباء نے مصر اس کو انگریزی میں ہاتھ کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

نوٹ

- ۱۔ ڈاکٹری میں لفظ ہاتھ درج ذیل تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔
- ۱۔ حام یا غسل خانہ ، نہانے کا مقام۔
- ۲۔ وہ چیز جو غسل خانہ میں استعمال کی جائے۔
- مثلاً بانی یا سجادات وغیرہ۔

یہاں یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ ہاتھ غسل کے معنی میں عام کا مترادف نہیں ہے۔ کیونکہ غسل میں پانی کا استعمال ضروری ہے۔ یعنی پانی کا بدن پر بہنا ضروری ہے اور عام میں پانی کا بہنا ضروری نہیں۔ جیسے عام سجاری، عام زمیقی، عام شمسی وغیرہ۔

حمام کا مقصد

حمام کا اصل مقصد یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی تکلیف ہے جو بیرونی تدبیر سے رفع ہو سکے تو وہ مخصوص مقام میں اختیار کی جائے۔ جہاں ہوا سردی، گرمی وغیرہ کی شدت نہ ہو اور جہاں حسب منشاء جسم میں سردی، گرمی اور تری پہنچا کر مرض دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

حمام کی اقسام اور قانون مفرد اعضاء

اگرچہ شمس الاطباء حکیم علام جیلانی صاحب نے حمام کی اکتیس کے قریب اقسام بیان کی ہیں۔

لیکن قانون مفرد اعضاء سب کو تین اقسام میں منم کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ مثلاً

۱۔ حمام بارد ۲۔ حمام حار ۳۔ حمام رطب جنہیں قانون مفرد اعضاء اپنی زبان میں عضلات حمام (حمام بارد) (۲)، غدی حمام (حمام حار) اور اعضاء حمام (حمام رطب) وغیرہ نام سے بیان کرتا ہے۔

اب آپ حکیم غلام حبیب لانی صاحب کی کسی بھی بیان کردہ حمام کی قسم کو قانون مفرد اعضاء کے تحت مندرجہ بالا تینوں اقسام میں سمجھ سکتے ہیں۔ مثلاً حمام بخاری غدی حمام ہے۔ جو گرم پانی کی بجائے سے کیا جاتا ہے۔

برق حمام اعصابی حمام ہے۔ اس میں برق پانی سے گذار کر اعصاب کو متحرک کیا جاتا ہے۔ حمام تابعن عضلاتی حمام ہے۔ حمام ضروری غدی حمام ہے۔ حمام شمسی بھی غدی حمام کی ایک قسم ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

عضلاتی حمام اور نبض

جیسا کہ اوپر بتا چکا ہوں کہ عضلاتی حمام حقیقت میں بارود حمام کا دوسرا نام ہے جو قانون مفرد اعضاء نے تحقیق کیا ہے۔

اس میں سرد پانی یا سرد پانی میں سرد خشک ادویہ وغیرہ ملا کر غسل کرایا جاتا ہے۔ اس میں پانی کا درجہ حرارت ۳۲ سے ۴۰ درجہ فارن ہٹھٹھ تقریباً ۲۱ درجہ سینٹی گریڈ رکھا جاتا ہے۔

اس قسم کے غسل سے ایک طرف رطوبات کی کمی کرنا مقصود ہے۔ دوسری طرف اس سے عارضی طور پر گرمی دور کر لی جاتی ہے۔ جس سے دل کو فرحت اعصاب کو طاقت اور عذ کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ اس قسم کے حمام کا مقصد جسم میں سردی خشکی بڑھانا مقصود ہوتا ہے جس سے قلب و عضلات متحرک اور تیز ہو جاتے ہیں۔ رطوبات کم ہونے کے ساتھ ساتھ گرمی بھی گھٹ جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے

شخص کی نبض بھی عضلاتی اعصابی سے عضلاتی خدی ہو جاتی ہے اور سردی کی وجہ سے نبض میں کسی قدر صلابت بھی آجاتی ہے۔
ڈاکٹری میں ایسے حاکم کو کولڈ ہاتھ کہتے ہیں۔

ایک واقعہ

میرے ماموں محمد عیسیٰ صاحب جو اوکاڑہ میں رہا کرتے تھے۔ وہ کبھی کبھی دنیا پور آتے تو ہمارے گھر قیام پذیر ہوتے۔ ایک دفعہ وہ شریف لائے اس وقت ان کی عمر ۷۰ سال سے زیادہ ہو گئی۔ تو مجھے کہنے لگے کہ بیٹے ایک کورے گھڑے میں پانی بھر کر رکھ دو۔ میں نے بوجھا ماموں جی رات کو اتنا پانی پیو گے۔ وہ فرمانے لگے۔ بیٹا میں صبح نہایا کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ ماموں جان یہ پانی تو رات کو شہید سرد ہو جائے گا۔ صبح گرم پانی گرمی گے۔ اور نہالینا۔ انہوں نے کہا نہیں بیٹا میں ہمیشہ شدید سرد پانی سے روزانہ صبح سویرے نہا کر نماز پڑھتا ہوں۔ جس دن نہ نہاؤں طبیعت میں فرحت اور چہشتی نہیں رہتی۔

میں بے حد حیران ہوا اور ان کیلئے سرد پانی کا گھڑا بھر کر رکھ دیا۔ صبح انہوں نے نہا کر نماز پڑھی۔ ان کی صحت قابل رشک تھی۔ ان کا چہرہ سیب کی طرح سرخ تھا۔ اس واقعہ کی حقیقت والجنھن میرے ذہن پر تقسیماً بیس سال تک رہی۔

ایک کہاو ت یا حقیقت

اکثر سنا کرتا تھا کہ اگر سرد پانی سے نہایا جائے تو جسم گرم ہوجاتا ہے۔ اور اگر گرم پانی سے نہایا جائے تو جسم سرد ہوجاتا ہے۔ ان متضاد حقیقتوں کو بھی ذہن قبول کرنے کو تیار نہیں تھا۔ جب جوان ہوا تو ان حقیقتوں کا عملی مشاہدہ ہوا۔

سرد پانی سے جسم گرم ہونکی وجہ

تسار میں جب بھی کوئی انسان سرد پانی سے نہاتا ہے تو اس کا بیرونی جسم وقتی طور پر سرد ہوجاتا ہے۔ لیکن فوراً دل تیز ہوجاتا ہے۔ تاکہ جلد جلد حرارت پیدا کر کے بیرونی سردی کو دور کیا جاسکے چنانچہ دوران خون کی تیزی بڑھ جاتی ہے۔ جس سے باہر کا حصہ پہلے سے بھی گرم ہوجاتا ہے۔ اور جسم کا رنگ بھی سرخی مائل ہوجاتا ہے۔

جسم پر سرد پانی پڑنے سے دل تیز ہونکی وجہ

قارئین آپ شروع سے پڑھ رہے ہیں کہ دل کے دو مزاج ہیں۔ اول خشک سرد، عضلات اعصابی (دوم) خشک گرم عضلات غذی لہذا جب بھی نفاذ خشکی سردی بڑھ جائے۔ جن سے انسان چھپ

نہیں سکتا۔ یا سرد پانی وغیرہ میں اسے جانا پڑ جائے یا سرد پانی سے نہلنے کا تو لا محالہ دل میں عضلاتی اعصابی تحریک پیدا ہو جائے گی۔ اور دل حرارت پیدا کرنا شروع کر دے گا۔ تاکہ عارضی سردی کا یہی مقابلہ کیا جائے۔

یادداشت : یہاں اس امر کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ سرد پانی سے مراد یہ نہیں ہے کہ برف بننے کے قریب والا پانی ہے۔ یہ تو سرد خشک پانی میں شمار ہے۔ جس کا درجہ حرارت ۲۱ سے صفر درجہ سینٹی گریڈ ہے اتنے سرد پانی سے تو خون میں انجماد آنے کا خطرہ ہے یا تمام اعضاء نکلنے کی طرح اکٹڑ سکتے ہیں۔ سرد پانی کے عام سے مراد وہ پانی ہے جس کا درجہ حرارت ۲۱ درجہ سینٹی گریڈ سے ۳۵ درجہ سینٹی گریڈ کے قریب ہوتا ہے۔

خامی عام

اسے عرف عام میں گرم خام بھی کہتے ہیں۔ طبی اصطلاح میں خام عام کہا جاتا ہے۔

اس قسم کے فصل کے پانی کا درجہ حرارت ۹۸ سے ۱۱۲ فارن ہائیٹ تک ہوتی ہے۔ ایسا غسل جلد کو ملائم اور نرم کرتا ہے۔ مسامات کو کھولتا ہے تمام میل کچیل غائب ہو جاتی ہے۔ عام بخاری بھی اسی کی قسم ہے۔ جو پسینہ لانے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جب عضلاتی تحریک نوروں پر ہوتی ہے تو چونکہ عضلات جسم اتنے کے اور سخت ہوتے ہیں۔ جس سے بعض دفعہ تشنج بھی شروع ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں عضلات

ڈھیلے کرنے کے لئے تحلیل کرنے) اگر گرم جام کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے جام کو مدت پانچ سے دس منٹ ہوتی ہے۔

یادداشت : بعض محققین کا خیال ہے کہ حرارت سے نبض و دل تیز ہو جاتے ہیں۔ یہ خیال علامہ کبیر الدین صاحب کا ہے۔ جو اپنی کتاب النبیض میں یوں رقم طراز ہیں۔

کہ جب بدن کے اندر گرم پانی کی گرمی قائم ہو جاتی ہے تو نبض سریع اور متواتر چلتی ہے۔ اور جب طبعی ثقافت کا غلبہ ہوتا ہے۔ یعنی اعضا میں بروا آجاتی ہے۔ تو نبض بطی اور متفاوت ہو جاتی ہے۔

قانون مفرد اعضاء اور حرارت

قانون مفرد اعضاء میں یہ حقیقت تسلیم کی جاتی ہے کہ خشکی سردی سے خشکی گرمی دل کے نعل میں تیزی کرتی ہیں۔ لیکن اگر گرمی خشکی سے زیادہ ہو جائے مثلاً گرمی خشکی سے گرمی تری۔ ان کیفیات کی زیادتی سے دل تحلیل ہو کر کمزور ہو جاتا ہے۔ یعنی دل ذرا کسی زیادہ گرمی قبول نہیں کرتا۔ بلکہ گھبرا جاتا ہے۔ اور حرکات میں سست ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب جگر و گردوں میں تحریک ہوتی ہے۔ تو اس وقت گرمی کی شدت ہوتی ہے۔ جس سے قلب میں تحلیل شدید ہوتی ہے اور وہ حرکات میں سست ہو جاتا ہے۔

اس امر کی تصدیق علامہ کبیر الدین صاحب آگے چل کر یوں فرماتے ہیں۔ کہ گرم پانی سے جام کرنے کی صورت میں جب تحلیل کی زیادتی ہو جاتی ہے۔

تربن کے اندر ضعف، صُغُر کا ہونا ایک دائمی امر ہے۔
 علیٰ هذا جب گرم پانی کی اس عارضی تشخیم سے بدنی قوتیں اس
 قدر زیادہ تحلیل ہو جاتی ہیں کہ غشی قریب آجاتی ہے۔ تو اس حالت میں
 بھی نبض بطی اور متفاوت ہی ہوا کرتی ہے۔

قانون مفرد اعضاء اور گرم مہم

چونکہ گرمی ہر شے میں ضعف اور تحلیل پیدا کر دیا کرتی ہے۔ لہذا
 جب عضلاتی تحریک کے وقت نبض مشرف، عظیم، طویل اور صلب ہوتی
 ہے تو گرم حمام کی حرارت سے زنبض کا مشرف رہے گا۔ نہ صلابت رہے
 گی۔ اور اس کا عظیم بھی کم ہو جائے گا۔
 نبض مشرف کی بجائے منخفض کی طرف بڑھ جائے گی۔ جو بطی اور
 متفاوت کے برابر ہوتی ہے۔ یہ نبض دو تین انگلیوں کے نیچے فرسا
 ڈاؤرنے سے محسوس ہوا کرتی ہے۔

عصائی مہم

اسے عرف عام میں مرطوب حمام کہتے ہیں۔ اس میں عام نلکوں کا
 تازہ پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ پانی نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ سرد
 ہوتا ہے۔ اس لئے اس حمام میں پانی کثرت سے بہایا جاتا ہے۔ اس
 قسم کا حمام ہر سان روزانہ یا ایک دو دن بعد لازمی کیا کرتا ہے۔ اس قسم
 کے حمام میں حمام لُبنی بھی شامل ہے یعنی دودھ میں پانی ملا کر غسل کیا جاتا ہے۔

چونکہ اس میں تدریجی طبیعت پوشیدہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس جام کو ضیقین مزاج اور حسن کی دلدادہ عورتیں جسم کو نرم اور ملائم رکھنے یا اپنے حسن کو دوبالا کرنے کیلئے استعمال کیا کرتی ہیں۔

چونکہ یہ مرطوب جام ہے اس لئے اس کے کثرت استعمال سے جسم کے دماغ و اعصاب تیز ہو جاتے ہیں۔ جسم نرم لچکدار خوبصورت ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کی نبض بھی نرم و نازک اور رطوبت سے بھر جاتی ہے۔ اس میں نرمی اور لچک اس قدر آجاتی ہے کہ اگر نبض کو انگلی کے پورے سے ادھر ادھر بلائیں تو بڑی آسانی سے ڈھیلی رتھی کی طرح انگلیوں کے آگے پیچھے ہوتی ہے۔

نوٹ: یہ نبض اکثر اعصابی تحریک کے پہلے اشخاص میں نمایاں ہوتی ہے۔

عمروں کے نبض پر اثرات

انسان کی زندگی تین زمانوں پر مشتمل ہے۔

- ۱- بچپن کا زمانہ
- ۲- جوانی کا زمانہ
- ۳- بڑھاپے کا زمانہ

بچپن کا زمانہ اور نبض

یہ پیدائش سے لیکر بالغ ہونے تک سے قبل کا زمانہ ہے۔ بچوں کی نبض: چونکہ بچوں کے جسم و خون میں رطوبت کی کثرت ہوتی ہے۔

اس لئے بچوں کی نبض ہمیشہ نرم اور نازک ہوتی ہے۔ ذرا سا دباؤ دیتے ہیں۔
دب کر بند ہونے لگتی ہے۔

چونکہ بچوں میں نشوونما کا زور ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے قلب کو جسم
کی نشوونما کے لئے خون و آکسیجن کو جلد جلد پہنچانا ہوتا ہے۔ لہذا قلب کی حرارت
پیدائش کے وقت ۱۵۰ کے قریب ہوتی ہے۔ چونکہ جسم نشوونما پارہ ہوتا
ہے۔ اور نشوونما صرف اور صرف اسی جسم میں ہو سکتی ہے۔ جس کے
اندھ حرارت غریزی پوری مقدار میں ہوگی۔ لیکن یہ قدرتی امر ہے۔ کہ حرارت
بغیر کسی شے کے اپنے وجود کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ لہذا ایسے جسم کے لئے
طوبت غریزی کا پورا سٹاک ہونا ضروری ہے۔ جس میں حرارت غریزی
رہ کر جسم کی نشوونما کرے گی۔ یہ دونوں اشیاء (طوبت غریزی
حرارت غریزی) بچوں میں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔
لہذا بچپن میں نبض نرم لین اور سریع ہوتی ہے۔

یاورداشت : یاد رکھیں بچوں کی نبض مقدار اعضاء کے تناسب
سے عظیم ہوتی ہے۔ چونکہ بچوں کے اعضاء چھوٹے چھوٹے ہوتے
ہیں اس لئے اس کی نبض بھی عظیم کی بجائے قصیر ہوتی ہے۔ ورنہ
اگر مقدار اعضاء کے تحت نبض کو ضرب دی جائے تو بچوں کی نبض
بھی عظیم بنے گی۔

جوانی اور نبض

جوانوں کی نبض : یہ زمانہ جوان ہونے سے سیکر بڑھاپا شروع

ہونے تک کا زمانہ ہے۔

یعنی یہ ۲۵ سے ۵۰ سال تک کا زمانہ ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں جسم انسان کی نشوونما طول، عمق اور عرض میں بالکل نہیں ہوتی۔ لہذا اس زمانہ میں جسم کے اندر پہلے جتنی رطوبت اور حرارت بھی تہیں رہتی۔ البتہ رطوبت کی بجائے یہ سست بڑھ جاتی ہے۔ جس سے حرارت میں بھی جوش آنے لگتا ہے۔ انسان کا یہی وہ زمانہ ہے جس میں اس کے جسم و خون میں جوانی جوش مارنے لگتی ہے۔ یہ سست کی وجہ سے جسم بھرا اور کسا ہوتا ہے۔ اور اس میں لچک برائے نام ہو جاتی ہے۔

چونکہ اعضاء مکمل نشوونما پا چکے ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض بھی اپنے طول و عرض اور عمق میں کمال حاصل کر چکی ہوتی ہے۔ چنانچہ جوانی میں نبض متقاربی کسی قدر صلب اور رفتار میں تیز ہوتی ہے۔

بڑھاپا اور نبض

یہ زمانہ ۵۰ سال سے سو سال تک کا زمانہ ہے۔ بوڑھوں کی نبض: چونکہ اس زمانہ میں حرارت غریزی بھی کم ہو چکی ہوتی ہے۔ البتہ یہ سست پہلے بھی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ جسم و اعضاء میں سردی کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔ یہ سست اور سردی کی وجہ سے سارا جسم اٹرا ہوا، سخت اور در در کرنے لگتا ہے۔ خشکی کی وجہ سے نیند برائے نام رہ جاتی ہے، پیشاب و پاخانہ درست نہیں رہتے۔ جگر گردے اور جسم کے دوسرے غدود کمزور ہو کر اپنے اپنے افعال صحیح ادا نہیں

کر سکتے۔

چنانچہ بوڑھے پیشاب پر کنٹرول نہیں کر سکتے۔ کبھی زیادہ کبھی تھوڑا تھوڑا آنے لگتا ہے۔ نبض شدید رہنے لگتی ہے۔ دانت اکثر گر جاتے ہیں۔ ان حالات میں جسم سوکھ کر کاٹھا ہو جاتا ہے۔ نبض صلب اور لمبی ہو جاتی ہے۔ اور ان کی نبض میں جالیئوس کے قریب تفاوت زیادہ ہوتا ہے۔

مرد و عورت کے مزاج میں فرق

تسارین! آپ میں سے ہر ایک نے بچپن کا زمانہ طے کرتے کے بعد جوانی میں قدم رکھا ہوگا۔ جب آپ پندرہ سولہ سال کے ہوئے ہوں گے تو آپ کی چھاتیاں (پستان) کسی قدر بڑھی ہو گئی ہوں گی۔ آپ میں سے جو لڑکے ہوں گے ان کے پستان کچھ عرصہ بعد جوان ہونے تک پچک کر سینہ کے ساتھ لگ گئے ہوں گے۔

اور آپ میں سے جو لڑکیاں تھیں ان کے پستان نشوونما پا کر جوان ہونے تک بڑھتے رہے۔ جوانی مکمل ہونے پر ریڑرک گئے ہوں گے۔

ایک سوال

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جوانی تو سب پر آتی ہے لیکن لڑکوں کے پستان بیٹھ جاتے ہیں۔ اور لڑکیوں کے پستان کیوں ابھرتے ہیں؟ اس سوال کا جواب استاد صاحب بریلانی نے اپنی کتاب میں کئی بار دیا ہے۔ کہ عورت کا مزاج خشک یا ان کو عفتلاقی تخریک نہیں آتی جو مردوں کی تخریک ہے۔

لیکن چونکہ عورت کے لئے بچوں کی پیدائش اور ان کی نشوونما کے فرائض اپنے جسم سے ادا کرنے کے ضروری ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے غدرد میں تحریک آنے کی وجہ سے ان کے پستان نشوونما پا جاتے ہیں۔ تاکہ نئی پود کی نشوونما کے لئے قدرتی غذا کا انتظام ہو سکے۔

اس کے برعکس لوگوں کا مزاج خشک ہوتا ہے۔ ان کے عضلات میں تحریک و تیزی آجاتی ہے جس سے ان کے بدن میں بیوست بڑھ جاتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے ان کے پستان چمک جاتے ہیں اور سینہ کے ساتھ لگ جاتے ہیں۔

مرد اور عورت کی نبض میں فرق

چونکہ جوان مرد کے عضلات نہایت مضبوط۔ سخت ملب اور سختی لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ بیوست (خشکی کی وجہ سے ان کے اندر حرارت غریزی بھی جوش مار رہی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی نبض بھی قوی، ملب، طویل اور مشرف ہوتی ہے۔ لیکن بیوست کی شدت کی وجہ سے کسی قدر صلب چلتی ہے۔

اس کے برعکس

چونکہ جوان عورتوں کے غدرد شدید تحریک میں آچکے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے غدرد و اقسام کی ڈیوٹیاں دینے لگتے ہیں۔

۱۔ اپنی بقا کے لئے

۲۔ نطفے بچوں کی نشوونما کا کام۔

ظاہر ہے کہ ان دونوں کاموں کے انجام دینے کے لئے رطوبت غریزی اور حرارت غریزی کا حزیق بڑھ جاتا ہے۔ جس سے ان کے دلوں کو بیجوں کی طرح ذراتیز جلا پڑتا ہے۔ تاکہ نشوونما میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہو اور اس کی نسل مسلسل بڑھتی اور قائم دائم رہے۔

لہذا جوان عورت کی نبض غدی عضلاتی سے غدی اعصابی رہا کرتی ہے۔ مقام کے لحاظ سے منخفص، رنار کے لحاظ سے سریع، طوالت کے لحاظ سے صغیر ہوتی ہے۔ تین انگلی سے زایہ شاز و نادر محسوس ہوتی ہے۔

حاملہ عورتوں کی نبض

تاریخین ! اکثر عورتیں آتی ہیں کہ حکیم صاحب آج میری نبض ذرا غور سے دیکھیں۔

حکیم صاحب نبض دیکھ کر کہا کرتا ہے کہ بہن تجھے یہ مرض ہے وہ تکلیف ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن وہ کہتی ہے کہ حکیم صاحب مجھ میری نبض دیکھیں اور بتائیں کہ مجھے حمل ہے کہ نہیں۔ حکیم صاحب کو چونکہ حاملہ کی نبض کا تجربہ نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کہتا ہے کہ اس کا مجھے کیا علم ہے۔ اس کا تجھے پتہ ہونا چاہیے۔ میں کون غائب کا علم جاننے والا تو نہیں ہوں۔

تاریخین ! یہ درست ہے کہ غائب کا علم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ لیکن بدن انسان کے بعض مخصوص حالات و علامات سے ذہین طبیب آنے والے واقعات سے مر فیض کو آگاہ کر دیا کرتا ہے۔ جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔

البتہ یہاں حکیم انقلاب ماہر ملتانی کا یہ فرمان پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

کردہ کٹر کیا کرتے ہیں کہ دورانِ عورت کو عضلاتی تحریک نہیں ہوا کرتی۔ اگر عضلاتی تحریک ہو بہت تیز تو وہ عس (احاسہ) سے ہوگی۔

یعنی اس کا نبض تین انگلی تک بڑی آسانی سے محسوس ہوگی۔ لیکن اس میں شرف کے ساتھ قوت اور کسی قدر صلابت بھی پائی جائے گی چونکہ اس سے دورانِ عضلاتی قوی ہوگی اس لئے اس کی نبض سریع، قوی مشرق و درقربیباً عظیم ہوگی۔

یاوداشت : قارئین ! یہ کل محکم نہیں ہے کہ جب بھی اور جس عمر میں عورت کی تحریک عضلاتی ہوگی تو وہ عمل سے ہوگی۔ چھوٹی عمر اور بڑھاپے میں بھی کسی وجہ سے عورت کو عضلاتی تحریک ہو سکتی ہے۔ جیسے جنبل، خارش، بھگنڈر اور گٹر قسم کے پھوڑوں کے دوران ہوا کرتی ہے۔

چونکہ عمل سولہ سال سے پچاس سال کے دوران ہو سکتا ہے اس لئے اس زمانہ کے دوران کسی جوان عورت کی نبض عضلاتی دیکھیں تو دوسری کئی علامات مثلاً خون جھین کی بندش، ابکائیاں ترش اندازہ کی طلب وغیرہ پا کر عمل کا محکم کا سکتے ہیں۔

قارئین ! نبض کے بارے اور مہبت سے موضوع تھے۔ جنہیں طوالت کے خوف سے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ضروری ضروری موضوعات زیر بحث لائے گئے ہیں جنہیں سمجھ کر اور عملی طور پر اپنا کر ماہر بنا من بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو زیادہ سے زیادہ خدمت نطق کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین !

تعارف و قانون مفرد اعضاء فلائی آف و قانون مفرد اعضاء^{مع}

مستفہ: حکیم محمد یسین

قانون مفرد اعضاء ایک نیا طریقہ علاج ہے۔ پہلے علم و فن طب اور میڈیکل سائنس میں اس کا اشارہ تک نہیں ہے۔ اس لیے ہر نیا معالج جب تک اسے سمجھ نہ لے اسے بے معنی قرار دے دیتا ہے۔ اس کتاب میں قانون مفرد اعضاء کو چارٹوں کی صورت میں سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ قانون مفرد اعضاء کی ضرورت، اہمیت، فوائد، امراض و علامات کے ساتھ تطبیق اور دم و کیفیت کے ساتھ تعلق واضح کیا گیا ہے۔

کتاب کی اہمیت کے پیش نظر تجدید طب کا لجز کے نصاب میں شامل کر لیا گیا ہے۔

فون: 0333-4229479

ملنے کا پتہ

یسین دواخانہ و طبی کتب خانہ دنیا پور ضلع لودھراں

قارئین قانون مفسر و اعضاء کے لئے ضروری

اطلاع

قانون مفسر و اعضاء کے تحت لکھی جانے والی حکیم محمد حسین دنیاپوری کی تمام تصانیف خریدتے وقت اس بات کا یقین کر لیں کہ یہ کتاب واقعی ادارہ یسین طیبی کتب خانہ دنیاپور کی شائع کردہ ہے۔ کیونکہ ہم نے اپنی تمام کتب میں سے کسی کتاب کے حقوق اشاعت کسی ادارے یا فرد کو فروخت نہیں کئے اور نہ ہی رائیٹی پر کسی ایڈیشن کی اشاعت کی اجازت دی ہے۔ اگر ہماری کتب میں سے کوئی کتاب کسی دوسرے ادارے کی شائع کردہ ملتی ہیں تو وہ بالکل جعلی کتاب ہے۔ خریدار اس کا خود مدعا دار ہے۔ کیونکہ اس میں صفحات کم کاغذ ہلکا اور طباعت غیر معیاری ہوگی۔

لہذا

قانون مفسر و اعضاء کے تحت ہمیشہ یسین طیبی کتب خانہ کی شائع کردہ کتب خریدیں۔ - 042-7358721، فاکس 03334229479

مینجر، یسین طیبی کتب خانہ دنیاپور ضلع لوہاں فون نمبر

مجدد طب حکیم انقلاب المعالج صابر ملتان کے شاگرد رشید

الحاج حکیم محمد یسین دنیا پوری

کی قانون مفرد اعضاء کے تحت لکھی جانے والی نایاب کتب

○ تحقیقات ادویہ سازی ○ میرا مطب (کلاں)

○ تحقیقات تشریح اعضاء انسان ○ رہبر نظریہ مفرد اعضاء

○ تحقیقات امراض نسوان ○ تعارف قانون مفرد اعضاء

○ تحقیقات امراض معدہ و امعاء ○ سوانح حیات استاد صابر ملتان

○ تحقیقات خواص المفردات (اعضائی) ○ مجربات قانون مفرد اعضاء

○ تحقیقات خواص المفردات (غدی) ○ دستور علاج بالمفرد اعضاء

○ تحقیقات خواص المفردات (اعصابی) ○ کلیات قانون مفرد اعضاء

○ تحقیقات اسرار النبض ○ غذا سے علاج

○ تحقیقات امراض قلب و عسناات ○ تپ و دق و سل

○ تحقیقات امراض دماغ و اعصاب ○ نظریہ مفرد اعضاء اور وہ

○ تحقیقات امراض جگر و نند ○ نظامات جسم

○ تحقیقات طبی اصطلاحات ○ علم المعجزات تاریخ طب و اطباء

○ تحقیقات امراض اطفال ○ چارٹ امراض و علامات و علم الادویہ

○ تحقیقات علم الامراض ○ چارٹ مبادیات انسان و مجربات

لئے ۵ پی (۱) یسین دواخانہ و طبی کتب خانہ بالمقابل کربلا گات شاہ ۱۱

(۲) یسین طبی کتب خانہ ریلوے روڈ دنیا پور



حکیم محمد عارف



حکیم محمد الیاس

مطب

امراض کی تشخیص و تجویز کے لئے

مطب کئی نگرانی کے فرائض

حکیم محمد الیاس و حکیم محمد عارف دنیا پوری

سرا انجام دیتے ہیں

☆ یسین دوواخانہ طبی کتب خانہ ریلوے روڈ دنیا پور ضلع لودھراں

☆ یسین دوواخانہ طبی کتب خانہ علم دین سینٹر ماہر سٹریٹ

بالقابل کربلا گائے شاہ لاہور